ॐ

श्री मद्‌अष्टवक्र

गीता अनुवाद सहिता

رنج و راحت کا تسلسل ہے بشر کی زندگی
بے تمنائی و بیخوفی ہیں راہِ مخلصی

پیامِ سالک

یعنی

اشٹاوکر گیتا کا اُردو نظم میں ترجمہ معہ شرح

مرتبہ

پنڈت دینا ناتھ مدن معجز دہلوی بی۔اے

ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء عیسوی

طبع اول ۵۰۰ جلد —— حقِ تالیف محفوظ

قیمت فی جلد بلا محصولِ ڈاک عہ

دیباچۂ اشٹاوکر گیتا

شری بھگوت گیتا کے منظوم اُردو ترجمہ المعروف مخزنِ اسرار کی تکمیل اور اشاعت کے بعد مؤلفِ ہیچمدان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ سالک گرامی قدر وحید العصر مہامنی اشٹاوکر کی تصنیف کردہ گیتا کو اُردو نظم کا لباس پہنائے اور شائقینِ علم توحید کو اُس بزرگ ہستی کی نادر اور دلکش رُوحانی تعلیم سے حتی المقدور آگاہ کرے چنانچہ اُس نے بمقصد پیش نظر رکھ کر اشٹاوکر گیتا کے صحیفہ کو جو زبان سنسکرت میں منظوم ہے تمام و کمال پڑھا اور اس کے دقیق اور نازک مسائل پر بصدقِ عقیدت سے غور کیا۔ ایسے کوشش کرنے سے جو مُصنّف کے خیالات اُس کے دل پر نقش ہوئے اُن کا اظہار ان اُردو اشعار کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یہ متبرک صحیفہ بھگوت گیتا کے زمانے سے یقیناً پیشتر تصنیف ہوا تھا کیونکہ اُس کے تیسرے باب کے بیسویں منتر میں راجہ جنک کا تذکرہ موجود ہے اور تاریخ بتلاتی ہے کہ راجہ جنک شری رامچندر جی کے خسر تھے۔ اس اعتبار سے رامچندر اوتار اور کرشن اوتار کے درمیان جتنا عرصہ گزرا ہے اشٹاوکر گیتا کو بھگوت گیتا سے اتنی زیادہ قدامت حاصل ہے اس خیال نے مؤلف کو اشٹاوکر گیتا کے منظوم ترجمہ اور تشریح کی جانب اور بھی شوق دلایا۔ اگرچہ اس کارِ خیر کو سرانجام دیتے ہوئے

مؤلف کو متواتر تفکرات پیش آئے مگر تائید ایزدی اُس کے شامل حال رہی شکر کا مقام ہے کہ وہ تالیف اب ختم ہو کر ایک کتاب کی صورت میں ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

پیشتر اس کے کہ اہل شوق اس اُردو نظم کو ملاحظہ فرمائیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا تعارف راجہ جنک اور مہامُنی اشٹاوکر کی قابل تعظیم ہستیوں سے کرایا جائے جن کے مابین علم ذات کے متعلق سوال و جواب کے پیرایہ میں یہ مختصر مگر پُر معنی تصنیف قلمبند ہوئی۔

قریباً چھ ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ جب متھلا دیش (موجودہ اضلاع بہار) میں راجہ جنک حکمران تھے اور وہ ایک شاندار سلطنت پر اقتدار رکھتے ہوئے طالب نجات اور فقیر دوست تھے اُن کی انصاف پسندی اور حق شناسی آج تک ضرب المثل ہے۔ انہی کی دختر نیک اختر سیتا جی جنہیں اہل ہنود عصمت نسواں کا مجسمہ مانتے ہیں۔ شری رامچندر جی کی عقد کتخدائی میں آئی تھیں۔ اس پاکدامن خاتون کے حالات زندگی ایک تاریخی افسانہ ہیں جس سے ہر کس و ناکس کو واقفیت ہے اس لئے یہاں محتاج بیاں نہیں جیسا اوپر واضح کیا گیا راجہ جنک باوجود کاروبار سلطنت میں مصروف ہونے کے دُنیا کی بے ثباتی دیکھکر دل سے مغفرت کے جویا تھے اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے اسی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی رہنمائے کامل مل جائے۔ اُنھوں نے اکثر عارفان وقت سے استصواب کیا مگر اُنکی تشفی نہیں ہوئی۔ سامان قدرت سے اُن کی مُلاقات مہامُنی اشٹاوکر سے ہوئی لیکن اس

وقت راجہ جنک اُس مرتاض کی ہیئت جسمانی دیکھکر یہ باور نہ کرسکے کہ وہ صاحبِ کمال ہیں اور چشم زدن میں طالب کو نجات دلاسکتے ہیں۔ اُن کی نگاہ اشٹاوکرجی کے جسم پر پڑی جس میں آٹھ کج مختلف اعضا میں موجود تھے (زبان سنسکرت میں اشٹ آٹھ کو کہتے ہیں اور وکر کے معنی کج ہیں۔ اس لحاظ سے یہ عارف اشٹاوکر نامزد ہوئے۔) اور اُنہوں نے خیال کیا کہ یہ شخص جسمانی نقائص سے مملو ہونے کے باعث صاحب کمال نہیں ہوسکتا اور راہ نجات نہیں بتا سکتا۔ اشٹاوکر مُنی روشن ضمیر تھے فوراً تاڑ گئے کہ راجہ جنک کو اس وجہ سے اُن کی رُوحانی طاقت پر اعتماد نہیں ہے۔ یہ سمجھکر اُنھوں نے راجہ مذکور کی توجہ اپنی جانب کھینچی اور اُسکی غفلت دور کرنے کے لئے فرمایا۔ اے عزیز چشمِ ظاہر بیں گوشت و پوست اور خط و خال کو دیکھتی ہے۔ نہ کہ رُوحِ انساں کو جس پر یہ غلافیں چڑھی ہوئی ہیں۔ اگر تجھے اُس روح کا دیدار مطلوب ہے تو اپنی چشمِ باطن وا کرکے میری ہستی کو علمِ اُلوہیت کے پایہ سے ملاحظہ کر۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ رُوح جُملہ تعینات سے بری اور جُملہ نقائص سے ہمیشہ پاک ہے۔ اس حق الامر پر یقین لا اور دُنیا کی مکروہات سے مخلصی حاصل کر۔ یہ بات سُن کر راجہ جنک خوابِ غفلت سے بیدار ہوا اور اُس نے مہامُنی اشٹاوکر کے سامنے زانوئے مُریدی تہ کیا اور اپنے شکوک رفع کرنے کو مُتواتر سوالات کئے۔ جو سوال سب سے پہلے کیا وہ عشق و فنا کی طریقت کے بارے میں تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنی ارادتِ صادق سے شریعت کی منزل طے

کر چکا تھا اس لیئے طریقت کی تعلیم کا مستحق تھا۔ اِس کے بعد حقیقت اور معرفت کی منازل رہ جاتی ہیں جنہیں وہ آئندہ سوال و جواب سے طے کرنا چاہتا ہے۔

مہامُنی اشٹاوکر موحد کامل ہوے ہیں اس سبلئے کہ اُن کی چشمِ بصیرت کے سامنے دوئی کا حجاب حائل نہ تھا۔ اور وہ حیاتِ ابدی کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اُن کا کلام بادۂ توحید سے سرشار ہے۔ ایسی صورت میں مترجم کا فرض ہے کہ وہ فراخدلی سے کام لے اور باریک و غورطلب مسائل کا بیان احتیاط سے کرے یعنی الفاظ کی موزونیت پر خاص توجہ دے ورنہ نفسِ مضمون کا خون ہوجانا بہت ممکن ہے۔ راقم الحروف نے اِس امر کا جہاں تک ہوسکا لحاظ رکھا ہے۔ ناظرین اپنے مطالعہ سے اِس کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

موجودہ اُردو زبان تصوف کے اصطلاحات کا سہارا لیے بغیر ایسے صحیفہ کے ترجمہ کا بار نہیں اُٹھا سکتی تھی۔ اس لئے ان کا استعمال میں لانا ضروری ہوا۔ ساتھ ہی یہ خیال رکھا گیا ہے کہ اُن کی مقدار ضرورت سے زائد نہ ہو تاکہ عبارت فصیح رہے اور مطالعہ کرنے والے مفہوم کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

اِس متبرک صحیفہ کے چند ترجمے مولف کی نظر سے گزرے چنانچہ وہ اُن مترجموں کے خلوصِ عقیدت اور سعیِ بلیغ کا معترف ہے۔ خصوصاً اس خیال سے کہ اُنہوں نے استفادۂ عام کو مدِنظر رکھ کے اپنی قابلیت اور کوشش سے اسکو فارسی، اُردو، انگریزی اور بھاشا زبانوں کے سانچہ میں ڈھالا ہے۔ پھر بھی مولف کو اتنا عرض کرنا پڑتا ہے کہ اُن کے ترجموں میں مذکورۂ بالا اُمور پر کافی غور نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے وہ آجکل جیسا چاہیئے عوام کے مُفیدِ مطلب ثابت نہیں ہوتے۔

ناظرین کی واقفیت کے لئے اُن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔
اوّل ترجمہ فارسی نثر میں غالباً مرتبہ رائے چندربھان کشمیری برہمن میر منشی شہزادہ داراشکوہ ہے جس کا ایک نسخہ جناب والدم رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ صاحب مدن کا ۱۸۵۱ء میں اپنی قلم سے تحریر کیا ہوا مولف کے پاس موجود ہے۔ یہ میر منشی صاحب فارسی زبان کی شاعری اور انشا پردازی میں اعلیٰ درجہ کی استعداد رکھتے تھے چنانچہ اُنہیں اسلامی حکومت سے ہندوئے فارسی داں کا خطاب ملا تھا اور وہ اُس وقت کے مشاہیر میں شُمار کئے جاتے تھے۔ فارسی زبان اب اس مُلک میں قریباً مُردہ خیال کی جاتی ہے اس لئے کہ اُس کا رواج خاص عُلماء تک محدود ہے عام طور پر نہیں بولی جاتی۔ ایسی صورت میں وہ فارسی ترجمہ باوجود اپنی تمام خوبیوں کے عوام کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

دوسرا ترجمہ اُردو نثر میں مرتبہ منشی کیول کرشن ولد لالہ موتی لال صاحب کایستھ بھٹناگر متوطنِ حصار کا ہے جس کو اُنہوں نے ۱۸۶۹ء عیسوی میں تحریر فرمایا تھا۔ وہ اس کے دیباچہ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ ترجمہ اصل سنسکرت سے بامداد پنڈت دوارکا داس گوڑ برہمن سکنہ کوٹ قاسم راج سوائی جیپور کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق دو امور قابلِ تذکرہ ہیں۔ اوّل یہ کہ منشی صاحب مذکور زبان سنسکرت سے خود آشنا نہ تھے۔ دوم اُنہوں نے اس ترجمہ میں فارسی کے دقیق الفاظ اور انشا پردازی کی اتنی بھرمار کی ہے کہ معمولی اُردو داں کو اس کے سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے اور دلچسپی نہیں رہتی۔

تیسرا ترجمہ اشٹاوکر گیتا کا ۱۸۸۴ء عیسوی میں بمقام بمبئی شائع ہوا تھا۔

اس میں سنسکرت اشلوکوں کے علاوہ شریدھ وشویشر جیکی سنسکرت ٹیکا اور شریدیتیا مبرجی کی بھاشا ٹیکا موجود ہیں۔ واقعی یہ سنسکرت ٹیکا شارح کی علمیت اور نازکخیالی کا نتیجہ ہے اور علمائے سنسکرت کیلئے نادر تحفہ۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ وہ زبان بھی اب قدیم زبانوں کی فہرست میں داخل ہو گئی ہے۔ اس لئے وہ سنسکرت ٹیکا زمانہ حال میں چنداں کار آمد نہیں ہے۔ البتہ بھاشا ٹیکا اُن لوگوں کے واسطے مفید ہے جو بھاشا جانتے ہیں اور اُردو داں اشخاص کے لئے جن کی تعداد اس وقت کثیر ہے سود مند نہیں۔ اس کتاب کے دیباچہ میں ایک اہل اسلام صاحب اپنا نام پسر صالح محمد بیان کرتے ہیں اور پنڈت پتیا مبرجی کی علمی استعداد اور خودشناسی کا تذکرہ بحیثیت اُن کے شاگرد ہونے کے درج فرماتے ہیں۔

چوتھا ترجمہ اُردو رُباعیات کی شکل میں ہے جسے منشی بگا سنگھ صاحب درویش جاٹ سکھ متوطن قصبہ سودے کلاں ضلع لدھیانہ نے ۱۸۹۶ء میں تیار کر کے شائع کرایا اور تحفۂ درویش نامزد کیا۔ ان کی رُباعیات درویشانہ جذبات کا قابلِ قدر نمونہ ہیں اور اُن کی راسخ الاعتقادی کا آئینہ۔ زباندانی کا پہلو ایسے کلام میں نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس ترجمہ سے کچھ اُردو جاننے والے مستفید ہوئے ہیں۔ لیکن بقول نسیم "دریا نہیں کار بند ساقی" ایک تازہ اور مکمل ترجمہ کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

پانچواں ترجمہ انگریزی زبان میں ہے جس کو لالہ بیجناتھ صاحب بی اے سشن جج بنارس نے ۱۹۰۲ء میں تیار کیا اور طبع کرایا تھا۔ مؤلف نے اس کے دیباچہ میں بڑی قابلیت اور وسیع النظری سے کام لیا ہے۔ اور

اشٹاوکرگیتا کے نفسِ مضمون پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ترجمہ حشو وزوائد سے پاک ہے۔ انگریزی داں اصحاب کو اس کا مطالعہ ضرور مفید ثابت ہوگا۔

چھٹا ترجمہ وہ کتاب ہے جس کو ہیراج کرشن داس جی نے بمقام بمبئی سنہ ۱۹۳۰ء میں شائع کرایا۔ اس میں اشٹاوکرگیتا کے سنسکرت اشلوک اوپر اور اُنکی بھاشا ٹیکا نیچے موجود ہیں اور یہ بھاشا جاننے والوں کے لئے سب سے زیادہ مُفید ہے۔ اس قابل مترجم نے جُملہ مضامین کی شرح بخوبی کی ہے اور علم توحید کا اصول ہر مقام پہ مدِنظر رکھا ہے۔ مؤلف کی خواہش ہے کہ بھاشا جاننے والے اس ناگری کتاب کے مُطالعہ سے فائدہ اُٹھائیں اور اُردوداں اشخاص اشٹاوکرگیتا کے اس منظوم اُردو ترجمہ المعروف **"پیامِ سالک"** کو صدق عقیدت کے ساتھ پڑھیں، بے شک اُنہیں لُطفِ رُوحانی حاصل ہوگا۔ واضح رہے کہ مؤلف دیگر مترجموں پر معترض کی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ خلوصِ دل سے اُن کا تعارُف خاص و عام سے کرانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

اشٹاوکرگیتا کے فلسفہ پر تبصرہ کرنے سے پیشتر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ہندوستان میں زمانۂ قدیم سے چھ فلسفے چلے آئے ہیں جنہیں یہاں کی چھ بزرگ ہستیوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ان مرتاضوں نے وید اور اُپنشدوں کے مخفی اور باریک رموز کو اپنے اپنے نقطہ خیال سے آشکارا کیا ہے اور دلائل کی مدد سے اُنہیں محفوظ و مستحکم بنایا ہے۔ فلسفوں کی یہ تقسیم نظامِ فطرت کے مُطابق ہے۔ جیسا کہ ذیل کے مُختصر بیان سے ثابت

ہو گا۔

۱۔ نیائے شاستر حواسِ خمسہ کی گواہی کو مُعتبر مان کر عالم کی تقسیم رُوح اور مادّہ میں دکھاتا ہے۔ (گوتم رشی)

۲۔ پورو میمانسا دِل کی شہادت صحیح قرار دیکر غیب و شہود کے لحاظ سے عالم کی کیفیت ظاہر کرتا ہے (جیمنی رشی)

۳۔ ویشےشِک شاستر پندارِ خودی پہ اعتبار کر کے سکون و حرکت کی تفریق سے عالم کا عُقدہ کھولتا ہے (کنادرشی)

۴۔ یوگ شاستر عالم کے وجود کو خیال کا انتشار تسلیم کر کے یکسوئی خیال کو ذریعۂ نجات بتاتا ہے (پتنجلی رشی)

۵۔ سانکھیہ شاستر عقل کی رہنمائی کو درست مان کر حق و باطل کے امتیاز سے رازِ ہستی آشکار کرتا ہے (کپل مہامُنی)

۶۔ ویدانت شاستر علمِ عرفاں کی وسیع النظری پر اعتماد کر کے واجب الوجود کی وحدت ثابت کرتا ہے (وید ویاس مہرشی)

اشٹاوکر مُنی کی تلقین مؤخرّ الذکر فلسفہ کی فہرست میں آتی ہے۔ اس میں جو رُوحانی ترقی کی منازل بیان کی گئی ہیں وہ معرفت کے اصُول پر مبنی ہیں۔ حواس دل اور عقل اُن کی صداقت کی معیار نہیں ہیں۔

زمانۂ حال میں نیائے۔ سانکھیہ اور ویدانت کی علاوہ دیگر شاستروں کے عُلماء اور پیرو کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ نیائے شاستر تثلیث کا قائل ہے چُنانچہ اس میں مادّی تحقیقات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور رُوح بشر کی مستقل ہستی

مانی گئی ہے۔ سانکھیہ شاستر کے معنی علمِ حقیقت ہیں جس کی رُو سے ذات اور
صفات کے درمیان امتیاز موجود ہے۔ فی زمانہ انسانی احساس وجذبات
کے متعلق جتنی تفتیش کی جاتی ہے وہ اس کے اصولِ دوئی پر مبنی ہے یہاں
تک علم طبیعات کی رسائی ہے۔ ویدانت شاستر کو علمِ مابعدُ الطبیعات کہتے ہیں
اسلئے کہ وہ اپنی جامعیت کے باعث عقلِ بشر کے تنگ پیمانے میں نہیں سما سکتا
اس علم کی تحصیل کا ذریعہ ایک اشراقیہ قوّت ہے جس سے ہر فردِ بشر لاعلمی کی حالت
میں بھی مستفیض ہے۔ اس قوّت کا ادراک مُرید کو کسی مُرشدِ کامل کے ارشاد
سے ہوتا ہے اور وہ رفتہ رفتہ بالکل نُمایاں ہو جاتا ہے۔ یہ شاہراہِ علم معرفت
موسوم ہے۔ اور اس کی منزلِ مقصود کو کمالِ انسانی کہتے ہیں۔

شاعری کے پایہ سے اشٹاوکر گیتا کا موازنہ کیا جائے تو یہ ایک بیش بہا
الہامی تصنیف ہے جس میں بلاغت اور فصاحت کو درجۂ مساوات حاصل ہے
یعنی خیال اور زبان کے پہلو یکساں حاوی نظر آتے ہیں۔ بلاغت کے ساتھ
فصاحت کا قائم رہنا شاعری کا کمال مانا جاتا ہے۔

اشٹاوکر گیتا اس نظریہ کو بخوبی پورا کرتی ہے۔ اس میں نازک سے نازک
خیال جو انسان کے دماغ میں داخل ہو سکتا ہے موجود ہے اس لئے اِس کا مطالعہ
اُن شاعرانِ زبانِ اُردو کے لئے کارآمد ہے جو آجکل عامیانہ خیالات وجذبات
کو بار بار نظم کرتے ہیں اور اِس زبان کو قابلِ قدر وسعت نہیں دیتے۔ فصاحت
ہر زبان کا جُداگانہ حصہ ہے اس لئے کسی مُترجم کی کوشش اس کے متعلق
اتنی ہی کامیاب ہو سکتی ہے جتنی اُسے اُس زبان میں جس میں ترجمہ کیا جائے

فصیحُ البیانی حاصل ہے۔

شاعر کا خاص جوہر موزوں تشبیہات کا مشاہدہ اور استعمال ہے چنانچہ اسشٹا وکرمُنی نے اس چھوٹے سے صحیفہ میں مُندرجہ ذیل تشبیہات سے کام لیا ہے۔ اِن کی موزونیت اور سادگی قابلِ غور ہیں۔

۱۔ کوزہ و گِل۔ زیور و طلا۔ صدف و نُقرہ۔ شکر و شیرینی۔ آب و شراب۔ دُود و خلا۔ خار و گُل۔ شجر و برگ۔ شیر و فیل۔ معصوم و بالغ۔

۲۔ دریا۔ موج۔ حباب۔ بحر۔ طوفان۔ کشتی۔

۳۔ آفتاب و ذرّہ۔ آئینہ و جلا۔ شخص و عکس۔ نور و جلوہ وغیرہ۔

بالعُموم شاعری تین اصناف پر مشتمل ہے۔ اوّل مناظرِ فطرت کی مصوّری دویم جذباتِ انسانی کی ترجُمانی۔ سویم اسرارِ غیب کا اظہار۔ اسشٹا وکرمُنی کا شاعرانہ تخیُّل تیسری صنف میں داخل ہے کہ وہ لسان الغیب کے درجہ پر سرفراز تھے۔ اُن کا کلام راحت انجام خاص طبائع کیلئے جاذب ہو سکتا ہے عوام سے اُس کی پسندیدگی کی اُمید نہیں کی جاتی۔ پھر بھی مؤلف اپنی اِس کوشش کو جو اُس نے ایک دیرینہ اور قابلِ تعظیم صحیفہ کو زبانِ مروّجہ کا جامہ پہنانے میں کی ہے رائگاں نہیں سمجھتا۔

غزل بطورِ تمہیدِ اشٹا وکر گیتا

زبان گُنگ ہی تعریفِ لامکاں کیلئے — خیال گُنگ ہے تفتیشِ بے نشاں کیلئے

مکین چاہیئے آبادیٔ مکاں کیلئے — نگاہ شرط ہے پیدائیِ نشاں کیلئے

دل ایک شعبدہ گر ہے نشاطِ جاں کیلئے
کہ پتلیاں مری رہبر ہیں دو جہاں کیلئے

بہم ہیں کیف کے سامان قلبِ انساں میں
خودی یہاں کیلئے بیخودی وہاں کیلئے

نہاں ہے ظلمتِ سینہ میں شعلہ بارِ نفس
غلاف ہے شبِ دیجور کہکشاں کیلئے

فروغِ حسن سے ہے غارتگرِ نقابِ خودی
کہ پردہ درشبِ مہتاب ہے کتاں کیلئے

فلک پہ طائرِ قدسی کی ہے یہی کوشش
کہ لائے انجمِ شب تاب آشیاں کیلئے

زمیں پہ دانہ ہستی نہ کیوں رہے گرداں
ہے آسیا کا مقدر جو آسماں کیلئے

یقیں کی راہ پہ چلنا بشر کو مشکل ہے
ہزار وسوسے ہیں طبعِ بدگماں کیلئے

متاعِ جاں کی حفاظت کو چشمِ رہزن سے
وظیفہ ہوش ہے باطن کے پاسباں کیلئے

عنانِ صبر ہو جس ناخدا کے ہاتھوں میں
وہ جستجو نہیں کرتا ہے بادباں کیلئے

مئے فنا کے قدح کش ہیں اپنے حال میں مست
تلاش کون کرے عمرِ جاوداں کیلئے

سرور زینتِ دل ہے تو نور رونقِ چشم
وہیں درست ہے جو چیز ہے جہاں کیلئے

جنہیں ہے فیض رسانی کا شوق دنیا میں
وہ چھوڑ جاتے ہیں کچھ نیکیاں نشاں کیلئے

بلند پایہ ہے خورشید جسکے سجدے میں
خمیدہ ہے سرِ معجز اُس آستاں کیلئے

معجز دہلوی

فہرستِ مضامین

نمبر باب	نفی و اثبات	کلام	مضمون	تعداد اشعار	نمبر باب	نفی و اثبات	کلام	مضمون	تعداد اشعار
۱	−	مُرشد	تعلیمِ خودشناسی	۲۰	۱۱	[illegible]	مُرشد	ثباتِ عقل	۸
۲	+	مُرید	جلوۂ ذات	۲۵	۱۲	[illegible]	مُرید	جذبِ کامل	۸
۳	−	مُرشد	کرشمۂ صفات	۱۴	۱۳	+	"	عشقِ حقیقی	۷
۴	+	مُرید	علمِ اشراق	۶	۱۴	[illegible]	"	تسلیم و رضا	۴
۵	−	مُرشد	ذوقِ فنا	۴	۱۵	[illegible]	مرشد	علمِ عرفان	۲۰
۶	+	مُرید	دیدارِ بقا	۴	۱۶	○	"	کیفِ بیخودی	۱۱
۷	•	"	محویت	۵	۱۷	[illegible]	"	استغنا	۲۰
۸	+	مُرشد	بند و نجات	۴	۱۸		"	روشن ضمیری	۱۰۰
۹	[illegible]	"	ضبطِ حواس	۸	۱۹		مُرید	راحتِ ابدی	۸
۱۰	−	"	سکونِ دل	۸	۲۰		"	حیاتِ جاوید	۱۴
									۲۹۸

ॐ

श्री मद अष्टावक्रगीता ॥

प्रथम प्रकरणम्

आत्मानुभवोपदेश :

شریمد اشٹاوکر گیتا

باب اوّل

تعلیمِ خودشناسی

जनक उवाच।

कथं ज्ञानमवाप्नोति कथं मुक्तिर्भविष्यति ।

वैराग्यं च कथं प्राप्तमेतद्ब्रूहि मम प्रभो ॥

راجہ جنک نے سوال کیا

(۱)
پیر مرشد کس طرح میں مغفرت حاصل کروں
منزلِ عشق وفنا کی راہ پر کیسے چلوں

شرح:۔ راجہ جنک ایک مُرید کی حیثیت سے اپنے مُرشد اشٹاوکر مُنی کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے راہِ نجات دریافت کرتا ہے اور اس راہ میں عشق وفنا کے نشانات سے واقف ہونا چاہتا ہے۔ وہ دُنیا کی بے ثباتی دیکھکر خودشناسی کا طالب ہے

اس لئے ہر نوع حقیقت اور معرفت کی تعلیم کا مستحق ہے۔

अष्टावक्र उवाच।

मुक्तिमिच्छसि चेत्तात विषयान्विषवत्त्यज।
क्षमार्जवदयातोषसत्यं पीयूषवद्भज ॥ २ ॥

اِشٹاوکر مُنی نے جواب دیا

(۲)
نیش زن جذبوں سے بہرِ مغفرت دل کو بچا
نوشِ جاں کر صبر، ایثار، آشتی، صدق و صفا

شرح:۔ اشٹاوکر مُنی اُسے طالبِ صادق جان کر اُس کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ اے عزیز اگر تجھے رُستگاری منظور ہے جُملہ خواہشات نفسانی کو زہرِ قاتل سمجھکر اُن سے اجتناب کر کہ یہ دل میں سرایت کر کے انسان کی رُوحانی موت کا باعث ہوتی ہیں۔ رُوحانی موت کا مطلب حیاتِ ابدی کے علم و سرور سے محرُوم رہنا ہے۔ ایسے مُہلک مرض سے بچنے کا طریقہ ضبطِ حواس ہے کہ اس پر کاربند ہونے سے دل شوق و نفرت اور بیم و امید سے پاک ہو جاتا ہے اور رُوحِ بشر کے وہ جوہر نُمایاں کرتا ہے جن کی تفصیل صبر۔ ایثار۔ آشتی۔ صدق اور صفا ہیں۔ یہ اوصاف شروع میں تریاق کا کام دیتے ہیں اور آخرِ کار ایک انسانِ کامل کا خاصۂ طبعی بن جاتے ہیں۔

न पृथ्वी न जलं नाग्निर्न वायुर्द्यौर्न वा भवान्।
एषां साक्षिणमात्मानं चिद्रूपं विद्धि मुक्तये ॥३॥

(۳) تو نہیں ہے خاک و آب و آتش و باد و خلا — بلکہ اِن شکلوں میں تیرا نور ہے جلوہ نما

شرح :- زُعمِ خودی کے باعث انسان اپنی ہستی کو پانچ عنصروں کا مجموعہ اور اُن کے جُداگانہ خواص و افعال قرار دیتا ہے لیکن یہ خیال اُس کی نجات کی سدِ راہ ہے۔ درحقیقت رُوح ایسی کثافتوں سے پاک اور عینِ علم و سرُور ہے +

यदि देहं पृथक्कृत्य चिति विश्राम्य तिष्ठसि ।
अधुनैव सुखी शांतो बंधमुक्तो भविष्यसि ॥ ४ ॥

جان سے ہمراز ہو تن کی مُحبّت چھوڑ دے
راحت و تسکین و آزادی کی صُورت دیکھ لے (۴)

شرح :- انسان اپنی عقل پر بھروسہ کرکے خود کو پابندِ تعیّنات مانتا ہے اور ہر شے میں صفتِ اتّضاد کا مشاہدہ کرتا ہے۔ چُنانچہ وہ جسم اور اِس کے خواص لاغری و فربہی خوشرُوئی و بدصورتی اور سفید و سیاہ رنگت کو خود سے منسوب کرتا ہے۔ ایسے افکارِ باطل کی وجہ سے انسان کے لئے مغفرت کا دروازہ بند ہے۔ رُوح کو واحد لافانی اور جملہ تعیّنات سے بری تسلیم کرنا علمِ حقیقت ہے +

न त्वं विप्रादिको वर्णो नाश्रमी नाक्षगोचरः ।
असंगोऽसि निराकारो विश्वसाक्षी सुखी भव ॥५॥

صُورت و سیرت سے بالا قوم و مِلّت سے بری
تو ہے بے نام و نشاں عالم تری جلوہ گری (۵)

شرح :- انسان آپ کو دُنیائے احساس میں مُقیّد اور قوم و ملّت سے وابستہ جانکر کسی خاص طرز پر زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ خیال بھی اُس کے حُصولِ نجات کا

مانع ہے کہ درحال رُوحِ بشر بے لوث اور بے نشان ہے اور قوم و ملت جیسے مختلف اور صاف تغیر پذیر نشانات کی مانند ہیں۔ بے نشان پر نشانات کی پابندی عاید کرنا غلط ہے۔ ایسے توہمات سے بریت حاصل کرنا علم معرفت ہے ؛

धर्माधर्मौ सुखं दुःखं मानसानि न ते विभो ।
न कर्तासि न भोक्तासि मुक्त एवासि सर्वदा ॥६॥

دل کی آلائش ہیں نیکی و بدی رنج و خوشی
(۶)
فعل و ثمرہ سے تجھے حاصل ہے دائم مخلصی

شرح :۔ اعمال میں نیکی و بدی کا امتیاز اور اُنکے نتائج میں آرام و تکلیف کا فرق ظاہر ہے۔ اشٹاوکر مُنی فرماتے ہیں کہ ہر دو فروعات کو ایسے اتضاد کی موجودگی میں قیام حاصل نہیں ہے۔ ان سب تعلقات سے روح انسان پاک اور بے زوال ہے ؛

एको द्रष्टासि सर्वस्य मुक्तप्रायोऽसि सर्वदा ।
अयमेव हि ते बंधो द्रष्टारं पश्यसीतरम् ॥ ७ ॥

ایک تو ہے سب کا ناظر اور ہر دم رُستگار
(۷)
راز پابندی ہے تیرا ما سوا پر اعتبار

شرح :۔ عقل ما سوا پر اعتبار کرتی ہے اس لئے قابل تسلیم نہیں۔ جان کا علم جان ہی کو ہوتا ہے کہ وہ علم جملہ معقولات کو روشنی عطا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں عقل سے جان کا ادراک ممکن نہیں۔ اس مقصد کے لئے علم ذات حاصل کرنا کافی اور ضروری ہے ؛

अहं कर्त्तेत्यहंमानमहाकृष्णाहिदंशितः ।
नाहं कर्त्तेति विश्वासामृतं पीत्वा सुखी भव ॥८॥

ڈس رہا ہے تجھکو کالا بنکے پندارِ خودی
(۸)
بیخطرہ پیکے تریاقِ سُرورِ دائمی

شرح :- زعم خودی ایک کالا سانپ بنکر حیاتِ انسانی کو ہر وقت ڈستا ہے اور اُس کا زہر خوفِ مرگ کی شکل میں پھیلتا ہے - طالبِ نجات کو واجب ہے کہ وہ بیخودی کے آبِ حیات کو مُنھ سے لگائے اور خوفِ مرگ سے آزاد ہو جائے +

एको विशुद्धबोधोऽहमिति निश्चय वन्हिना ॥
प्रज्वाल्याज्ञानगहनं वीतशोकः सुखी भव ॥ ९ ॥

" عینِ دانائی ہوں میں" اِس آتشِ تحقیق سے
(۹)
بیشۂ غفلت جلا کر راہِ اطمینان لے

شرح :- لاعلمی وہ گھنا جنگل ہے جس میں روحِ بشر بھٹکتی ہوئی علم و سکون کی منزل تک نہیں جا سکتی - رہروِ معرفت کو چاہئیے کہ وہ جذبِ کامل کی آگ سے اِس جنگل کو جلا کر اپنے لئے راستہ نکالے +

यत्र विश्वमिदं भाति कल्पितं रज्जुसर्पवत् ।
आनंदपरमानन्दः स बोधस्त्वं सुखं चर ॥ १० ॥

مار کی صورت ہی عالم تو ہے اصلِ ریسماں
(۱۰)
تیری ہستی منبعِ علم و سُرورِ جاوداں

شرح :۔ خیال کے انتشار نے عالم کی شکل اختیار کی ہے اس لئے عالم کا وجود ایسا ہے جیسے کوئی شخص رسّی کو دیکھکر سانپ کا دھوکہ کھاتا ہے۔ رسّی کا ہونا واقعی ہے اور سانپ کا شک مفروض۔ یقین کو چھوڑ کر واہمات کی طرف توجہ کرنا غلطی ہے۔ جب تک فرع پر نظر ہے بیقراری رفع نہیں ہوتی۔ اصل کے دیدار سے راحت جاوید نصیب ہوتی ہے ٭

मुक्ताभिमानी मुक्तो हि बद्धो बद्धाभिमान्यपि ।
किं वदंतीह सत्येयं या मतिः सा गतिर्भवेत् ॥११॥

زعم وابستہ ہے آزادی ہے بیخودی کے لئے
زندگی ویسی ہے جیسا جس نے سمجھا ہے اِسے (۱۱)

شرح :۔ کیف بیخودی نجات کی صورت ہے اور پندارِ خودی پابندی کی شکل یہ دونوں حالتیں بشر کے اپنے یقین کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے وہ جیسی کیفیتِ قلبی میں اس دُنیا سے گزرتا ہے بند و نجات کا مستوجب ہوتا ہے ٭

आत्मा साक्षी विभुः पूर्ण एको मुक्तश्चिदक्रियः ।
असंगो निःस्पृहः शांतो भ्रमात्संसारवानिव ॥१२॥

عین علم و عین راحت بے نیاز و بے نشاں
نورِ ذاتِ پاک کا اِک شُعبدہ ہے یہ جہاں (۱۲)

شرح :۔ ذاتِ پاک اُسے کہتے ہیں جو بے نام و نشاں اور مصدرِ علم و سرور ہے۔ جملہ ہستی میں نام و نشان پائے جاتے ہیں اس لئے وہ بے ثبات اور باطل ہے ٭

कूटस्थं बोधमद्वैतमात्मानं परिभावय ।
आभासोऽहं भ्रमं मुक्त्वा भावं बाह्यमथांतरम् ॥१३॥

جلوہ ہائے ظاہر و باطن سے کر قطعِ نظر
(۱۳)
جان لے خود کو علیم و لاشریک و معتبر

شرح:۔ نجات حاصل کرنے کے لئے ترکِ خودی درکار ہے کہ اس کی مزاولت سے جملہ صفاتی شُبہ سے فنا ہو جاتے ہیں اور ذات کا عرفان باقی رہتا ہے۔ اُس وقت عارف اپنی ہستی کو عین علم۔ عین سُرور اور لافانی مشاہدہ کرتا ہے ٭

देहाभिमानपाशेन चिरं बद्धोऽसि पुत्रक ।
बोधोऽहं ज्ञानखड्गेन तन्निष्कृत्य सुखी भव ॥१४॥

بعدِ مُدّت اب تو بندِ ہستیٔ موہُوم کو
(۱۴)
کاٹ کر تیغِ فنا سے اے عزیز آزاد ہو

شرح:۔ پندارِ خودی وہ پھانسی ہے جو بشر کی گردن میں گذشتہ زندگیوں کے وقت سے پڑی ہوئی اِس زندگی تک موجود ہے۔ طالبِ نجات کو واجب ہے کہ وہ شمشیرِ عرفاں سے اس کے بند کاٹ دے۔ یاد رہے کہ یہ قید دیرینہ ہے اس لئے رہائی کی کوشش میں استقلال کی ضرورت ہے ٭

निःसंगो निष्क्रियोसि त्वं स्वप्रकाशो निरंजनः ।
अयमेव हि ते बंधः समाधिमनुतिष्ठसि ॥ १५ ॥

(۱۵) بے نشان و لاشریک و خود بخود روشن ہے تو — فعلِ بے معنی ہی تیرا آپ اپنی جستجو

شرح:- ذاتِ بے نشاں ہر نشان میں رونما ہے یعنی اُسکی ہستی ظاہر و باطن میں یکساں محیط ہے۔ اِس اصول کے بموجب واصلانِ ذات ماسوا کو بھی جلوۂ ذات مانتے ہیں۔ طالبِ نجات کو جب تک ایسی مساواتِ نظر حاصل نہ ہو مُراقبہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ واصلوں کی نگاہ میں وہ مُراقبہ بھی حجابِ ذات کی حیثیت رکھتا ہے +

त्वया व्याप्तमिदं विश्वं त्वयि प्रोतं यथार्थतः ।
शुद्धबुद्धस्वरूपस्त्वं मा गमः क्षुद्रचित्तताम् ॥ १६ ॥

در حقیقت سب کے اندر اور باہر جلوہ گر
(۱۶)
ایک نُورِ پاک ہے تو دُور کر وہم نظر

شرح:- ایک نُورِ ذات بے شُمار اور گوناگوں شکلوں میں آشکار ہے اس لئے جُزو کُل کا امتیاز قابلِ تسلیم نہیں۔ اصل سے بے خبر رہکر فرع کا تلاشی ہونا انسان کی کم نگاہی کی دلیل ہے۔ وسیعُ النظری ذریعۂ نجات ہے +

निरपेक्षो निर्विकारो निर्भरः शीतलाशयः ।
अगाधबुद्धिरक्षुब्धो भव चिन्मात्रवासनः ॥ १७ ॥

تو ہے بے لوث و محیط و ساکن لا انتہا
(۱۷)
بحرِ بے پایانِ عرفاں چھوڑ فکرِ ماسوا

شرح:- نفس کا خاصّہ بھوک اور پیاس ہے۔ دل کی صفت بیم اور امید جسم کے لوازم نمود۔ وجود۔ بالیدگی۔ تکمیل۔ زوال اور فنا ہیں۔ یہ جُملہ عوارض پیکرِ انسانی سے تعلّق رکھتے ہیں اور ماسوا مانے جاتے ہیں۔ طالبِ مغفرت

اپنی نظر اِن سے ہٹالے کہ ایسا تعلق وصال ذات کا مانع ہے۔ امرِ واقعی یہ ہے کہ ذاتِ الطف جملہ اوصاف کو نمود دینے پر بھی اُن سے کُلیتاً بری ہے۔

साकारमनृतं विद्धि निराकारं तु निश्चलम् ।
एतत्तत्त्वोपदेशेन न पुनर्भवसंभवः ॥ १८ ॥

قیدِ ہستی سے مبرا ہے حیاتِ جاوداں
اِس عقیدے کے بموجب مرگ و پیدائش کہاں (۱۸)

شرح:۔ اجسام نظر آتے ہیں مگر درحقیقت ہیچ ہیں۔ جان نظر نہیں آتی لیکن ہست مطلق ہے۔ حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف رجوع کرنا بے معنی ہے۔ ان واقعات کی روشنی میں پیدائش اور مرگ موہوم ہیں۔ تناسخ کا تو ذکر کیا۔

यथैवादर्शमध्यस्थे रूपेऽन्तःपरितस्तु सः ।
तथैवास्मिन् शरीरेऽन्तःपरितः परमेश्वरः ॥ १९ ॥

عکس اُترآتا ہے جیسے آئینہ میں شخص کا
ضَوفگن ہو کر جسد میں جان رہتی ہے جُدا (۱۹)

شرح:۔ جسم و جاں بمنزلہ عکس و شخص کے ہیں اور ارادت ازلی وہ آئینہ ہے جس میں عکس و شخص کا امتیاز نمایاں ہے۔ عکس نظر آتا ہے لیکن شخص کے دیدار سے معذور ہے۔ شخص اپنا عکس آئینہ میں دیکھتا ہے پھر بھی آپ کو اُس سے جُدا مانتا ہے وحدت و کثرت کے اعتبار سے جلوۂ جاں کی یہ بہترین تشبیہ ہے۔

एकं सर्वगतं व्योम बहिरंतर्यथा घटे ।
नित्यं निरंतरं ब्रह्म सर्वभूतगणे तथा ॥ २० ॥

(۲۰)

ایک سا کوزے کے اندر اور باہر ہے خلا
جملہ موجودات میں یکساں ہی جلوہ ذات کا

شرح :۔ عکس وشخص کی تمثیل میں دوئی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں استاد کرمیؒ فرماتے ہیں کہ جیسے خلا مختلف اشیاء کے اندر اور باہر موجود رہ کر یکساں ہے اسی طرح ذات کی ہستی جزو کُل کے اندر اور باہر مساوی ہے۔ یہ امر واقعی ہے اور اس پر جس کسی کو یقین کامل ہے وہ موحد ہے۔

द्वितीयप्रकरणम्

आत्मानुभववर्णनम्

باب دوم (۲)

جلوۂ ذات

॥ जनक उवाच ॥

अहो निरंजनः शान्तो बोधोऽहं प्रकृतेः परः ।
एतावंतमहं कालं मोहेनैव विडंबितः ॥ १ ॥

راجہ جنک بیان کرتے ہیں

(۱)
واہ میری ہستی بے عیب برتر از صفات
کیوں رہا میں اتنی مدت مبتلائے واہمات

شرح ،۔مرشد کی تعلیم سے متاثر ہو کر راجہ جنک خواب ہستی سے بیدار ہوئے اور کہنے لگے "میرے اور ذاتِ مطلق کے درمیان کوئی حجاب حائل نہیں ہے۔ جو میں ہوں سو وہ ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز نظارہ ہے۔ جب تک میں آپ کی تعلیم سے محروم تھا میری چشم باطن پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ آپ کے کلام کی روشنی نے وہ تاریکی دور کردی۔ اب مجھے صاف نظر آتا ہے کہ میری ذات لاشریک۔ بے عیب اور محیطِ کُل ہے" +

यथा प्रकाशयाम्येको देहमेनं तथा जगत् ।
अतो मम जगत्सर्वमथवा न च किंचन ॥ २ ॥

جُزو کُل دونوں کو یکساں روشنی دیتا ہوں میں
(۲)
صاحبِ عالم ہوں لیکن شرک سے بالا ہوں میں

شرح:۔ انسان اور عالم کے درمیان کامل مُشابہت ہے۔ چُنانچہ اہلِ تحقیق نے ایک کو عالمِ صغیر اور دوسرے کو عالمِ کبیر نامزد کیا ہے۔ اس موقع پر راجہ جنک مُشاہدۂ باطنی سے اُن کی مطابقت تصدیق کرتا ہے اور دونوں میں ذاتِ بے نشاں کا جلوہ مساوی بتاتا ہے۔ جیسے ایک آفتاب اپنی شُعاعوں سے مُختلف اور بے شُمار اشیاء کو روشن کرتا ہوا اُن سے جُدا رہتا ہے۔ اسی طور پر ایک روشن اور علیم ہستی جُملہ صفات میں جلوہ گر ہو کر اُن سے مُبرّا ہے۔ علم معرفت کا یہ اعلیٰ اُصول ہے۔

स शरीरमहो विश्वं परित्यज्य मयाऽधुना ।
कुतश्चित्कौशलादेव परमात्मा विलोक्यते ॥ ३ ।

دل سے اب فکرِ خُدائی و خودی کافور ہے
(۳)
میری نظروں میں سمایا جلوۂ پُرنور ہے

شرح:۔ مُرید بیان کرتا ہے کہ اس وقت اُس کی نظر جُزو کُل کے امتیاز سے پاک ہے یعنی اُسے اپنا جسم چھوٹا اور عالم بڑا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ ایک عجیب اور عقل سوز منظر ہے جس میں نُورِ بے سایہ کا دیدار ہے۔

यथा न तोयतो भिन्नास्तरंगाः फेनबद्बुदाः ।
आत्मनो न तथा भिन्नं विश्वमात्मविनिर्गतम् ॥४

بُلبلہ اور موج ہیں کب آبِ دریا سے جُدا
کب ہیں نیرنگی کے جلوے ذاتِ یکتا سے جُدا (۴)

شرح:- توحید کی وسعت میں دوئی کا امکان نہیں ہے اسلئے وحدت و کثرت کے درمیان کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ وحدت بمنزلۂ آب ہے اور کثرت مانندِ موج و حباب۔ آبِ دریا موج و حباب کی صُورت اختیار کرتا ہے پھر بھی آب ہی رہتا ہے۔ وحدت سے کثرت کے نمُود کی یہ بہترین مثال ہے ؛

तंतुमात्रो भवेदेव पटो यद्वद्विचारितः ।
आत्मतन्मात्रमेवेदं तद्वद्विश्वं विचारितम् ॥ ५

پارچہ ہے درحقیقت اجتماعِ تار و پُود
جلوہ گاہِ ذات ہے دراصل عالم کا وجُود (۵)

شرح:- بادیُ النظر میں پارچہ پارچہ ہے، مگر اُس کی اصلیت پر غور کیا جائے تو وہ تار و پُود کا مجموعہ ہے۔ عوام کی نگاہ میں یہ عالم نیرنگی سے مملُو ہے لیکن چشمِ محقق اس میں وحدت کا جلوہ مشاہدہ کرتی ہے اور ذاتِ بے نشاں کو ایسے اتضاد سے پاک و برتر تسلیم کرتی ہے۔ وحدت میں کثرت کے فقدان کی یہ بہترین مثال ہے ؛

यथैवेक्षुरसे क्लृप्ता तेन व्याप्तैव शर्करा ।

तथा विश्वं मयि क्लृप्तं मया व्याप्तं निरंतरम् ॥६

ہے شکر کی شکل آبِ نیشکر جیسے بسیط
(۶)
مجھ سے ہے دُنیا کی خلقت میں ہوں دُنیا میں محیط

شرح:- آبِ نیشکر منجمد ہونے پر شکر کہلاتا ہے۔ ویسے ہی ذاتِ بے نشاں وابستۂ نشاں ہونے پر عالم نامزد ہوتی ہے جیسے آبِ نیشکر میں شیرینی موجود ہے علم ذات میں کیفِ باطنی ۔ حسن و عشق کا راز اس شعر میں مضمر ہے +

आत्माज्ञानाज्जगद्भाति आत्मज्ञानान्न भासते।
रज्ज्वज्ञानादहिर्भाति तज्ज्ञानाद्भासते न हि ॥ ७

جہل کی دُنیا نگاہِ معتبر میں ہیچ ہے
(۷)
مار کی صورت نمایاں ریسماں کا پیچ ہے

شرح:- جاہل اس دُنیا کی ہستی پر اعتبار کرتا ہے لیکن عارف اُسے موہوم سمجھتا ہے۔ رسّی پر سانپ کا شُبہ اندھیرے میں پیدا ہوتا ہے، مگر روشنی کے آتے ہی وہ دُور ہو جاتا ہے +

प्रकाशो मे निजं रूपं नातिरिक्तोऽस्म्यहं ततः।
यदा प्रकाशते विश्वं तदाहंभास एव हि ॥ ८।

میری فطرت جلوہ زا ہو کر نہیں مجھ سے جُدا
(۸)
میں ہوں اس دارِ فنا میں واحدِ کثرت نُما

شرح:- نُور کا خاصہ جلوہ گری ہے اسلئے جلوہ نُور سے علیحدہ نہیں جہاں

جلوہ نظر آتا ہے وہاں نور کا ہونا لازمی ہے ۔ نور و جلوہ میں امتیاز نادانی کی دلیل ہے اور ایسی نادانی کا رفع ہو جانا حصولِ معرفت ہے +

अहो विकल्पितं विश्वमज्ञानान्मयि भासते ।
रूप्यं शुक्तौ फणी रज्जौ वारि सूर्यकरे यथा ॥९॥

کیوں مرے پیشِ نظر ہے یہ دو رنگی کا حجاب
(۹)
شکلِ نقرہ و صدف مار و رسن آب و سراب

شرح :- راجہ جنک تعجب کرتے ہیں کہ دیدارِ ذات کے بعد بھی اُن کا پندارِ ہستی معدوم نہیں ہوا ، چاہیے تھا کہ وہ معدوم ہو جاتا۔ اُس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چشمِ باطن کے سامنے دوئی کا پردہ حائل ہو گیا ہے جس کا دُور کرنا ضروری ہے ۔ ایسے جہلِ بسیط کی تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ اول نُقرہ و صدف دوئم مار و رسن سوئم آب و سراب۔ ظاہر ہے کہ نُقرہ و صدف ہم رنگ ہیں لیکن نُقرہ صدف سے بہت بیش قیمت ہے۔ اِس لیے بشر لالچ میں آ کر صدف کو نُقرہ خیال کرتا ہے یہ دل کی آلودگی کی عمدہ مثال ہے ۔ رسّی میں سانپ کی موجودگی نہیں ہوتی پھر بھی خوفِ مرگ رسّی پہ سانپ کا شبہ پیدا کرتا ہے ۔ یہ تیرگیٔ عقل کی بہترین تمثیل ہے ۔ سراب وہ صحرائی نظارہ ہے جس پر تشنہ لب مسافر کو آبِ رواں کا گمان ہوتا ہے اور جھوٹی تسلی ملتی ہے ۔ یہ تشبیہ حواس پرستی کی بے مایگی دکھاتی ہے ۔ غرضکہ دل عقل اور حواسِ خمسہ میں جہلِ بسیط سرایت کر کے اُنہیں روحانی امراض میں مبتلا کرتا ہے

اِس لئے عارف کو اپنی زندگی احتیاط سے بسر کرنی چاہیے ؛

मत्तो विनिर्गतं विश्वं मय्येव लयमेष्यति ।
मृदि कुंभो जले वीचिः कनके कटकं यथा ॥१०

یہ جہاں مجھ سے نکلکر مجھ میں جاتا ہے سما
کوزہ گِل موج آبِ دریا۔ اصلِ زیور ہے طلا (۱۰)

شرح :- نظرِ امتیاز کی موجودگی میں ذات وصفات کی یکتائی ممکن نہیں ۔ مگر جب چشمِ باطن کے سامنے سے دوئی کا پردہ ہٹتا ہے تو ان دونوں کی احدیت ثابت ہوتی ہے ۔ ایسے جلوے کا دیدار عرفان کہلاتا ہے ۔ عارف اِس جہان کو باطل نہیں قرار دیتا بلکہ جلوۂ حق مانتا ہے ۔ نظرِ غیریت کا دُور کرنا اس شعر کا مقصد ہے ۔ اس میں جو تین مثالیں دی گئی ہیں وہ ذاتِ پاک کو جملہ عالم کی علتِ غائی ثابت کرتی ہیں ؛

अहो अहं नमो मह्यं विनाशो यस्य नास्ति मे ।
ब्रह्मादिस्तंबपर्यंतं जगन्नाशेऽपि तिष्ठतः ॥ ११ ।

مجھ کو میری بندگی ہے میں ہوں ذاتِ لایزال
جزو کُل کے خاتمہ پر بھی نہیں میرا زوال (۱۱)

شرح :- روشن ضمیری کی حالت میں زُعمِ خودی باطل ثابت ہوتا ہے ۔ عبد و معبود کا تفاوت دُور ہو جاتا ہے اور وہ کیف ہستی پیدا ہوتا ہے جو قائم و دائم ہے اور پرکارِ عقل کے دائرے سے باہر ہے برخلاف اس کے زُعمِ خودی پیدا اور فنا ہوتا ہے ایسا رُوح پرور نظارہ چشمِ عارف کے لئے مخصوص ہے ۔

अहो अहं नमो मह्यमेकोऽहं देहवानपि ।
क्वचिन्न गंता नागंता व्याप्य विश्वमवास्थितः ॥१२

میں سراپا نور ہوں مجھکو ہے میری بندگی
روشنیٔ دو جہاں ہوں آمد و شُد سے بری (۱۲)

شرح :- ایک نورِ ذات سارے عالم میں محیط ہے اِس لئے یہ نیرنگی کی صورت چشمِ بینا میں ہیچ ہے۔ کثرت کی تحریک سے وحدت کے سکون میں فرق نہیں آتا۔ وحدت و کثرت کی یکجائی حیرت پیدا کرتی ہے۔

अहो अहं नमो मह्यं दक्षो नास्तीह मत्समः ।
असंस्पृश्य शरीरेण येन विश्वं चिरं धृतम् ॥ १३

واہ وا کوئی نہیں میرے برابر ہوشیار
میں ہوں فارغ اتنی مدت سے لئے عالم کا بار (۱۳)

شرح :- عالم کی پیدائش قیام اور فنا کا باعث ہونے پر بھی ذات ہمیشہ بے لوث ہے یعنی اُس کی صفات بیگانہ سے عالم پیدا ہو کر اُسے تعینات میں نہیں لا سکتا۔ عقل اِس حقیقت کو دیکھکر چکر کھاتی ہے۔

अहो अहं नमो मह्यं यस्य मे नास्ति किंचन ।
अथवा यस्य मे सर्वं यद्वाङ्मनसगोचरम् ॥ १४

کیا کہوں میں جملہ موجودات سے ہوں بے نیاز
ساتھ ہی مجھکو ہے اپنے دل جان و تن پہ ناز (۱۴)

شرح :- جسم و جان کے درمیان کوئی الحاق نہیں ہے پھر بھی زُعمِ خودی

کے باعث کچھ الحاق معلوم ہوتا ہے۔ اس صفاتی طلسم میں ناممکن کا امکان نظر آتا ہے جس کے سمجھنے اور بیان کرنے میں دل اور زبان قاصر ہیں +

ज्ञानं ज्ञेयं तथा ज्ञाता त्रितयं नास्ति वास्तवम् ।
अज्ञानाद्भाति यत्रेदं सोऽहमस्मि निरंजनः ॥१५

یہ سچ ہے ناظر نظر منظور کی سہ گانگی
(۱۵)
یہ جہاں پستی ہے وہ بے عیب ہستی ہے مری

شرح:۔ علم معقولات تثلیث کے اصول پر مبنی ہے اور فنا پذیر ہے۔ اس لئے اُس پر اعتماد کرنا درست نہیں۔ علم عرفاں توحید دکھاتا ہے اور وصالِ ذات کا ذریعہ بنتا ہے اس لئے اُس کا حاصل کرنا واجب ہے۔ مذکورہ بالا تثلیث عالم علم اور معلوم کی شکل اختیار کر کے علم عرفاں کی سدِ راہ ہے۔ طالبِ مغفرت کو چاہیے کہ اُس علم عرفاں کا تلاشی ہو جو بالذات قائم ہے اور تثلیث کی حدود سے باہر ہے +

द्वैतमूलमहो दुःखं नान्यत्तस्यास्ति भेषजम् ।
दृश्यमेतन्मृषा सर्वं एकोहं चिद्रसोऽमलः ॥ १६

چشمِ دل کی احولیت کا مداوا ہے یہی
(۱۶)
سرمۂ وحدت ثنا سے دور کر نقصِ دوئی

شرح:۔ علم ثلاثہ کی پیدائش جہلِ بسیط سے ہے جو ہر انسان میں نظر دوئی بن کر آشکار ہوتا ہے اُس سے بریت کی تدبیر یہی ہے کہ جملہ صفات کو باطل قرار دیکر ذاتِ واحد کو حق تسلیم کیا جائے +

बोधमात्रोऽहमज्ञानादुपाधिः कल्पितो मया ।
एवं विमृशतो नित्यं निर्विकल्पे स्थितिर्मम ॥१७

عین دانائی ہوں میں پھر بھی ہوں پابندِ گماں
مغفرت کا راز ہے ایسے تصوّر میں نہاں (۱۷)

شرح:- علم ذات جامع اور بے لوث ہے پھر بھی جہل کی وجہ سے ماسوا کا گمان پیدا ہوتا ہے۔ اِس حقیقت سے آگاہ ہونا نجات کے مترادف ہے۔

न मे बंधोऽस्ति मोक्षो वा भ्रांतिः शांता निराश्रया ।
अहो मयि स्थितं विश्वं वस्तुतो न मयि स्थितम् ॥१८

وہم کے معدوم ہونے پر کہاں بند و نجات
خواب میں ثابت ہے عالم ہوش میں ہے بے ثبات (۱۸)

شرح:- عالم کی ہستی وہم پر مبنی ہے۔ چنانچہ وہم کے رفع ہوتے ہی عالم معدوم ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بند و نجات کسی پہ عائد نہیں ہو سکتے۔ واہمہ خواب کی مانند ناپائدار ہے لیکن یقین وہ حالت بیداری ہے جس پر کبھی زوال نہیں آتا +

सशरीरमिदं विश्वं न किंचिदिति निश्चितम् ।
शुद्धचिन्मात्र आत्मा च तत्कस्मिन्कल्पनाधुना ॥

ہیچ جانا میں نے اپنا اور عالم کا وجود
میری ہستی سے ہے پھر کیوں زعم باطل کا نمود (۱۹)

شرح:- چشمِ عرفاں جلوۂ ذات کی جامعیت میں صفات کو معدوم دکھاتی

ہے ایسے منظرِ وحدت میں شرک کا گماں تعجب خیز ہے +

शरीरं स्वर्गनरकौ बंधमोक्षौ भयं तथा।
कल्पना मात्रमेवैतात्किं मे कार्यं चिदात्मनः।

قالب و جاں دوزخ و فردوس بند و مخلصی
اِن نظاروں سے کہاں عین الیقیں کی دوستی (۲۰)

شرح :- شریعت میں امر و نہی کا امتیاز ہے اور یہ امتیاز جہل و دانش کی باہمی مخالفت پر مبنی ہے علم ذات ایسی مخالفت سے برتر ہے اس لئے شریعت کے اصول کو رد کرنا اِس کا کام نہیں +

अहो जनसमूहेऽपि न द्वैतं पश्यतो मम।
अरण्यमिव संवृत्तं क रतिं करवाण्यहम्॥ २१

جلوہ گاہِ عام میں بھی مجھکو خلوت ہے نصیب
دشمنی و دوستداری سے فراغت ہے نصیب (۲۱)

شرح :- جہاں کوئی دوسرا نظر آتا ہے وہاں رغبت و نفرت کا خیال پیدا ہوتا ہے ۔ موحد کی نگاہ میں دوئی کی گنجائش نہیں ہے اس لئے اُس کا دل ایسے جذبات سے پاک رہتا ہے یعنی وہ جملہ اشکال میں ایک ہستی کو آشکارا دیکھتا ہے +

नाहं देहो न मे देहो जीवो नाहमहं हि चित्।
अयमेव हि मे बंध आसीद्या जीविते स्पृहा ॥२२

میں مبرّا ہوں خودی اور جسم و جاں کے لوث سے
اشتیاقِ زیست نے قیدی بنایا تھا مجھے (۲۲)

شرح:۔ قالب عنصری میں ادراک کی طاقت نہیں ہے اور روح زعم خودی کے مرض میں گرفتار معلوم ہونے پر بھی ہر دونوں قسم کی کثافتوں سے پاک ہے چشم نامحرم جملہ ہستی میں اُس کا نزول دیکھتی ہے لیکن ایسا مشاہدہ محقق کی نگاہ میں غلط ہے +

अहो भुवनकल्लोलैर्विचित्रैर्द्राक् समुत्थितम् ।
मय्यनंतमहांभोधौ चित्तवाते समुद्यते ॥ २३

مصدرِ بادِ تخیّل میں ہوں بحرِ بیکراں
جملہ عالم صُورتِ امواج ہیں مجھ سے عیاں (۲۳)

شرح:۔ بادِ صرصر کسی بحر میں تلاطم پیدا کر کے لاتعداد امواج نمایاں کرتی ہے۔ اسی طرح بادِ خیال بحرِ عرفاں کو جُنبش دے کر بے شمار عالم آشکارا کرتی ہے۔ باوجود ایسے تلاطم کے بحر اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ نفسِ مضموں یہ ہے کہ ذاتِ مطلق کی ارادت ازلی سے سارے عالموں کا ظہور ہے پھر بھی وہ ذات ایسی ارادت اور اس کے مظاہرہ سے بے تعلّق ہے +

मय्यनंतमहांभोधौ चित्तवाते प्रशाम्यति ।
अभाग्याज्जीववणिजो जगत्पोतो विनश्वरः ॥२४

تاجرِ جانِ حزیں کی کشتیٔ عُمرِ رواں
ڈوبتی ہے بحرِ عرفاں میں سکُون آیا جہاں (۲۴)

شرح:۔ جان ایک تاجر کی مانند خودی کی کشتی پر سوار ہو کر ساحل دُنیا کی طرف رواں ہے اور اس کشتی کی رفتار بیم و اُمید کی ہوا چلنے پر منحصر ہے جب کبھی یہ

ہوا ترک تمنا کے حبس میں تبدیل ہو جاتی ہے مسافر دکشتی بحر بیخودی کے آب ساکن میں ٹھہر جاتے ہیں جھکولے کھاتے ہیں اور انجام کار غرق ہو جاتے ہیں یہ تشبیہ علم ادب میں اپنی نوعیت رکھتی ہے کہ اس میں کشتی کی غرقابی کا باعث سکون ہے نہ کہ طوفان +

मय्यनंतमहांभोधावाश्चर्यं जीववीचयः ।
उद्यंति घ्नंति खेलंति प्रविशंति स्वभावतः ॥२५

میں ہوں بحر جانفزا مجھسے نمایاں ہستیاں
کھیل دکھلاتی ہیں آخر مجھ میں ہوتی ہیں نہاں (۲۵)

شرح:۔ جیسے بحر محیط سے بے شمار امواج پیدا ہوتی ہیں کچھ دیر اپنی جولانیاں دکھاتی ہیں اور آخر کار۔ اُس میں سما جاتی ہیں اِسی طرح ذات مطلق سے لاتعداد ارواح ظہور پاتی ہیں۔ چندے عالم کی ہوا کھاتی ہیں آخر کار اُس میں جا ملتی ہیں۔ یہ شعر ذات پاک اور روح بشر کی احدیت ثابت کرتا ہے۔

तृतीयं प्रकरणम्

शिष्यं प्रत्याक्षेपद्वारोपदेशः

باب سوم

کرشمۂ صفات

अष्टावक्र उवाच

अविनाशिनमात्मानमेकं विज्ञाय तत्त्वतः ।
तवात्मज्ञस्य धीरस्य कथमर्थार्जने रतिः ॥ १

استٓاوکرمنی فرماتے ہیں

اپنی ہستی کی بقا اور احدیت سے باخبر
(۱)
تجھ سے عارف کو رہے کیوں احتیاجِ مال و زر

شرح:- باب دوم میں راجہ جنک نے دیدارِ ذات کا دعویٰ کیا ہے۔ اشٹاوکرمنی اِس دعوے کو علم الیقین سے زیادہ وقعت نہیں دیتے اسلئے کہ عملی زندگی میں اس کا ثبوت درکار ہے۔ چنانچہ وہ اپنے مُرید کی توجہ حرم سے دیر کی طرف مبذول کرتے ہیں اور خود معترض بنکر اس کے یقین کو پُختگی دلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب تک مال و زر کی تمنا موجود ہے طلسمِ صفات نہیں ٹوٹتا۔ اس کی شکستگی صرف مساوات نظریہ موقوف ہے۔ یعنی عارف کے لئے کاروبارِ دُنیا میں مصروف ہوکر اُن سے دلی تعلق

نہ رکھنا ضروری ہے۔ اس شعر میں دولتِ دُنیا کا تذکرہ ہے۔ دیگر مصرفیات کا بیان اگلے شعروں میں آئیگا +

आत्माज्ञानादहो प्रीतिर्विषयभ्रमगोचरे ।
शुक्तेरज्ञानतो लोभो यथा रजतविभ्रमे ॥ २

جہل کی افسونگری ہے شوقِ لذاتِ جہاں
ناسمجھ کو سیپ پر ہوتا ہے چاندی کا گماں (۲)

شرح:۔ دُنیوی لذات فانی ہیں مگر سرورِ ذات باقی ہے۔ لاعلمی کی وجہ سے انسان فانی کو باقی پر ترجیح دیتا ہے۔ صدف کی شکل پر نُقرہ کا گمان اس کی مثال ہے۔ یہ حرص دُنیا کا مُرقع ہے +

विश्वं स्फुरति यत्रेदं तरंगा इव सागरे ।
सोऽहमस्मीति विज्ञाय किं दीन इव धावसि ॥३

موجزن عالم کی صُورت تو ہے دریائے بقا
یہ سمجھکر آپ کو کیوں ڈھونڈتا ہے جابجا (۳)

شرح:۔ ذاتِ واحد بحر کی مانند مُحیط ہے اور اُس سے جملہ ہستیاں امواج کی طرح پیدا ہو رہی ہیں۔ مگر انسان اِس حقیقت کو باور نہیں کرتا اور تلاشِ ذات کی پریشانی اُٹھاتا ہے۔ اس کی وجہ زُعمِ خودی ہے۔ اس شعر کا موضوع انسان کی کم بینی ہے +

श्रुत्वापि शुद्धचैतन्यमात्मानमतिसुंदरम् ।
उपस्थेऽत्यंतसंसक्तो मालिन्यमधिगच्छति ॥ ४

عشقِ ذاتِ سرمدی سے بہرہ ور ہونے پہ بھی
(۴)
عقل ہوتی ہے مکدر بندۂ احساس کی

شرح:۔ نفسِ امّارہ عارفوں کے دل کو بھی تیرہ کر دیتا ہے اور ایسی تیرگی کا نتیجہ اُن کی مذلت وخواری ہیں۔ اس لئے عارف کو شوقِ لذات سے کنارہ کرنا واجب ہے۔ یہ شعر لطافت وکثافت کے فرق پر روشنی ڈالتا ہے۔

सर्वभूतेषु चात्मानं सर्वभूतानि चात्मनि ।
मुनेर्जानत आश्चर्यं ममत्वमनुवर्त्तते ॥ ५

جُزو کُل میں شانِ یکتائی نُمایاں دیکھ کر
(۵)
زُعم کا پابند ہو جاتا ہے کیوں اہلِ نظر

شرح:۔ وہ عارف جسے کیفِ بیخودی حاصل ہے اگر خودداری کو راحت رساں سمجھے تو یہ امر سخت افسوسناک ہے۔

आस्थितः परमाद्वैतं मोक्षार्थेऽपि व्यवस्थितः ।
आश्चर्यं कामवशगो विकलः केलिशिक्षया ॥ ६

عارفِ وحدت نگر رُوحانیت میں باکمال
(۶)
حیف ہے گر نفسِ امّارہ سے ہو آوارہ حال

شرح:۔ جس بشر کو ترکِ لذّت کی لذّت مُیسّر ہوئی اُس کا شہوت پرستی میں مُبتلا ہونا اور اذیّت پانا عبرتناک مُعاملہ ہے۔

उद्भूतं ज्ञानदुर्मित्रमवधार्यातिदुर्बलः ।
आश्चर्यं काममाकांक्षेत्कालमंतमनुश्रितः ॥ ७

مرگ کے تاریک منظر میں رہینِ بیکسی
(۷)
ذی خرد کیوں شوقِ دُنیا سے نہیں ہوتا بری

شرح:۔ جو لوگ عشقِ ذات میں ساری عُمر صرف کر دیتے ہیں وہ بھی قالب سے جُدائی کے وقت مایوسی کا شکار بن جاتے ہیں۔ یہ طلسم قُدرت کا حیرت انگیز اثر ہے +

इहामुत्र विरक्तस्य नित्यानित्यविवेकिनः ।
आश्चर्यं मोक्षकामस्य मोक्षादेव विभीषिका ॥८

تارکِ دُنیا و دیں روشن ضمیر و حق شناس
(۸)
کس لئے کرتا ہے قطعِ زندگانی سے ہراس

شرح:۔ جو بشر اپنی زندگانی کو باطل مانتا ہے اور دین و دُنیا کو موہوم جانتا ہے وہ بھی حیاتِ مُستعار کی معدُومیت کے خیال سے خوف زدہ ہوجاتا ہے۔ یہ عجیب اور عبرت انگیز نظارہ ہے +

धीरस्तु भोज्यमानोऽपि पीड्यमानोऽपि सर्वदा ।
आत्मानं केवलं पश्यन्न तुष्यति न कुप्यति ॥ ९

خوش نہیں راحت میں اور تکلیف میں ناخوش نہیں
(۹)
اہلِ باطن دیکھتا ہے جلوۂ جاں ہر کہیں

شرح:۔ سالک وہی ہے جو دیدارِ ذات میں محو ہو کر شوق و نفرت سے

برتریت حاصل کرتا ہے ◆

चेष्टमानं शरीरं स्वं पश्यत्यन्यशरीरवत् ।
संस्तवे चापि निन्दायां कथं क्षुभ्येन्महाशयः ॥१०

جلوہ آرائی کسی کی اپنے اندر دیکھکر
(۱۰)
ہجو اور تعریف سے رہتا ہے عارف بے اثر

شرح:۔ مست بیخود کا نقش ہستی مٹ جاتا ہے اس لئے اُس کو اپنی ہجو و تعریف کی پروا نہیں ہوتی ◆

मायामात्रमिदं विश्वं पश्यन्विगतकौतुकः ।
अपि सन्निहिते मृत्यौ कथं त्रस्यति धीरधीः ॥११

مردِ وحدت آشنا عالم کو باطل مان کر
(۱۱)
مرگ کے آغوش میں جاتا ہے بے خوف و خطر

شرح:۔ موحّد کے لئے موت کا خوف بے معنی ہے۔ جس بشر کے دل میں یہ خوف موجود ہے وہ موحّد نہیں مُلحد ہے ◆

निःस्पृहं मानसं यस्य नैराश्येऽपि महात्मनः ।
तस्यात्मज्ञानतृप्तस्य तुलना केन जायते ॥ १२

جس کے کیفِ بیخودی میں گُم ہوا شوقِ وصال
(۱۲)
ایسی کامل شخصیت کی کس سے دیجائے مثال

شرح:۔ شوق کی معدومیت میں وصالِ ذات کا راز پوشیدہ ہے جنہیں یہ کمالِ انسانی حاصل ہوگیا اُن کی ہمسری کوئی دین و دُنیا کا مُعتقد نہیں کرسکتا ◆

स्वभावादेव जानानो दृश्यमेतन्न किंचन ।
इदं ग्राह्यमिदं त्याज्यं स किं पश्यति धीरधीः ॥१३

جس نے دیکھا عالمِ باطل میں حق کو جلوہ گر
اختیار و ترک سے بے لوث ہے اُسکی نظر (۱۳)

شرح :- جُملہ ہستی کو جلوۂ حق تسلیم کرنا علمِ معرفت ہے۔ اِس اصُول کے بموجب دُنیا میں نہ کچھ کھونا ہے اور نہ کچھ پانا ہے۔ فقط مساوات نظر درکار ہے +

अंतस्त्यक्तकषायस्य निर्द्वंद्वस्य निराशिषः ।
यदृच्छयागतो भोगो न दुःखाय न तुष्टये ॥ १४

صاف باطن بے غرض اور بے طلب ہے جو کوئی
رزقِ بیش و کم اُسے دیتا نہیں رنج و خوشی (۱۴)

شرح :- عارف ہمیشہ تسلیم و رضا کے اصُول پر کار بند رہتا ہے اسلئے عقل دل اور حواس کے افعال اُسے رنج و خوشی میں پابند نہیں کرسکتے +

चतुर्थं प्रकरणम

अनुभवोल्लास:

بابِ چہارم

علمِ اشراق

जनक उवाच

हंतात्मज्ञस्य धीरस्य खेलतो भोगलीलया ।
न हि संसारवाहीकैर्मूढैः सह समानता ॥ १

خود شناس و فاتحِ جذباتِ دل کی ہمسری
کیا کریگا کوئی حیواں شکل میں انسان کی (۱)

شرح: - عارف دُنیائے احساس کو بازیچۂ اطفال جان کر اُس پر التفات نہیں کرتا۔ اس لئے وہ سبکدوش رہتا ہے۔ برخلاف اس کے جاہل اپنی ہستی کے زُعم میں گرفتار ہو کر بارکش حیوان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ عارف کی آزادی کو جاہل کی پابندی سے کوئی نسبت نہیں ہے +

यत्पदं प्रेप्सवो दीनाः शक्राद्याः सर्वदेवताः ।
अहो तत्रास्थितो योगी न हर्षमुपगच्छति ॥ २

(۲) گو فرشتے نعمتِ عظمیٰ کے دعویدار ہیں اہلِ دل ایسے فریبِ حُسن سے بیزار ہیں

شرح:۔ ملائک کو اعلیٰ سے اعلےٰ قسم کی لذات حاصل ہیں پھر بھی وہ علمِ خود شناسی کی آرزو رکھتے ہیں۔ زُعمِ خودی اُن کی سرشت میں داخل ہے اسلئے وہ وصالِ ذات کے مستحق نہیں۔ یہ انسان ہی ہے جو ترکِ خودی کی برکت سے خواہشات نفسانی کا طلسم شکست کرکے راحت جاوید حاصل کرسکتا ہے۔

तज्ज्ञस्य पुण्यपापाभ्यां स्पर्शो ह्यंतर्न जायते ।
न ह्याकाशस्य धूमेन दृश्यमानापि संगतिः ॥ ३

قلبِ عارف سے ہے زُعمِ کفر و دینداری جُدا
(۳)
آسماں سے دُودِ پیچاں کی ہوابندی جُدا

شرح:۔ عارف پر عذاب و ثواب عائد نہیں ہوتے کہ اُس کا نقطۂ خیال شریعت سے بالاتر ہوا کرتا ہے۔ آگ سے دُھواں اُٹھکر پھیلتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے لیکن وہ آسمان کو ملوّث نہیں کرتا۔ صفائے قلب کی یہ بہترین مثال ہے +

आत्मैवेदं जगत्सर्वं ज्ञातं येन महात्मना ।
यदृच्छया वर्तमानं तं निषेद्धुं क्षमेत कः ॥ ४

جس نے دیکھی شش جہت میں ذاتِ واحد جلوہ گر
(۴)
حرف گیری ہے عبث ایسے بُزرگ انسان پر

شرح:۔ موحّد کی نظر میں سارا عالم ذات کا جلوہ ہے یعنی کوئی شے داخلی اور خارجی نہیں ہے اُسکی ہستی قابلِ تعظیم اور امر و نہی کے لحاظ سے کسی اعتراض کی مستوجب نہیں۔ اگر ایسا کیا بھی جائے تو یہ فعل معترض کی

کوتہ نگاہی پر دلالت کرتا ہے +

आब्रह्मस्तंबपर्यंते भूतग्रामे चतुर्विधे ।
विज्ञस्यैव हि सामर्थ्यमिच्छानिच्छा विसर्जने ॥ ५

ہیچ کو قسمت سے گو درجہ ہمہ کو ہو نصیب
ہر گھڑی جمعیتِ خاطر ہے عارف کو نصیب (۵)

شرح:۔ دُنیا میں کوئی مخلوق ایسا نہیں ہے جو آرام نہیں چاہتا اور تکلیف سے نفرت نہیں کرتا غرضکہ ہر کسی میں یہ جذبہ موجود ہے۔ فقط عارف کا دل ایسا ہے جس میں اس کا دخل نہیں ہوتا +

आत्मानमद्वयं कश्चिज्जानाति जगदीश्वरम् ।
यद्वेत्ति तत्स कुरुते न भयं तस्य कुत्रचित् ॥ ६

رازِ وحدت جان لیتا ہے جو لاکھوں میں کوئی
وہ رضا کاری میں رہتا ہے علائق سے بری (۶)

شرح:۔ مُوحّد کی ہستی شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے۔ ہر کس و ناکس رُوحانی ترقی کر کے اس مرتبہ پر نہیں پہنچتا۔ وہ عالی مقام تسلیم و رضا کو اپنی زندگی کا اصُول بنا لیتا ہے اس لئے عذاب و ثواب کے خوف سے آزاد رہتا ہے +

पंचमं प्रकरणम्

लयोपदेशः

ذوقِ فنا

अष्टावक्र उवाच

न ते संगोऽस्ति केनापि किं शुद्धस्त्यक्तुमिच्छसि ।
संघातविलयं कुर्वन्नेवमेव लयं व्रज ॥ १

اشٹاوکر مُنی فرماتے ہیں

کیوں ہے بے لوثی میں تجھکو شوق ترکِ لوث کا
(۱) نقشِ ہستی کو مٹا دے خود بخود ہو جا فنا

شرح :۔ ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور شرک خیال کا انتشار۔ اسلئے جمعیتِ خاطر حاصل کرنا فنا کی طریقت ہے ؛

उदेति भवतो विश्वं वारिधेरिव बुद्बुदः ।
इति ज्ञात्वैकमात्मानमेवमेव लयं व्रज ॥ २

تو وہ بحرِ بیکراں ہے یہ جہاں اِک بُلبُلا
(۲) جلوۂ وحدت نُما میں خود بخود ہو جا فنا

شرح:۔ جیسے ایک بحرِ اعظم سے بے شمار حباب پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی ذاتِ واحد سے کثیر التعداد عالموں کی نمود ہے اس لئے جلوۂ توحید میں عقلِ محدود کو گم کر دینا فنا کی طریقت ہے ❖

प्रत्यक्षमप्यवस्तुत्वाद्विश्वं नास्त्यमले त्वयि ।
रज्जुसर्प इव व्यक्तमेवमेव लयं व्रज ॥ ॥ ३

تیری ذاتِ پاک میں فقداں ہے موجودات کا
مارکی صورت رسن ہے خود بخود ہو جا فنا (۳)

شرح:۔ تاریکی میں رسّی پر سانپ کا دھوکا ہوتا ہے مگر روشنی اُسے رفع کر دیتی ہے۔ انسان کا دل بیشک فریبِ نظر میں آجاتا ہے لیکن وہم کے ترک کرنے سے وہ منزلِ یقیں پر پہنچتا ہے چشمِ دل کے سامنے سے پردۂ وہم کا ہٹا دینا فنا کی طریقت ہے ❖

समदुःखसुखः पूर्ण आशानैराश्ययोः समः ।
समजीवितमृत्युः सन्नेवमेव लयं व्रज ॥ ४

رنج و راحت وصل و فُرقت سے نظر اپنی ہٹا
نیستی ہستی سے بالا خود بخود ہو جا فنا (۴)

شرح:۔ رنج و راحت کا احساس اور ہجر و وصل کا امتیاز پندارِ خودی پر موقوف ہے اس لئے ترکِ خودی کو فنا کی شاہراہ مانتے ہیں۔ مندرجہ بالا اشعار میں فنا کی طریقت پر چار سُو سے روشنی ڈالی گئی ہے یعنی قوتہائے متخیلہ ممیزہ۔ مدرکہ اور حافظہ میں سے ہر ایک جُداگانہ ترک کا بیان ہے ❖

षष्ठं प्रकरणम्

योगधारणा

دیدارِ بقا

जनक उवाच

आकाशवदनंतोऽहं घटवत्प्राकृतं जगत्।
इति ज्ञानं तथैतस्य न त्यागो न ग्रहो लयः ॥१

راجہ جنک بیان کرتے ہیں

کوزۂ گل ہے جہاں ساری ہوں میں مثلِ خلا
(۱) فکرِ ترک و اخذ کی حد سے گزرتا ہے بقا

شرح:- جملہ مادّی اشیاء کا اندر اور باہر موجود ہے اس لئے وہ محدود ہیں۔ خلے کا اندر اور باہر نہیں ہوتا اس لئے وہ لامحدود مانا جاتا ہے۔ علمِ طبیعات امتیاز پر مبنی ہونے کے باعث پابندِ تعیّن ہے۔ علمِ مابعد الطبیعات ایسے امتیاز کو نظر انداز کرتا ہوا لاتعیّن ہے۔ دوئی میں دلیل اور بحث کا دخل ہوتا ہے۔ توحید اپنا ثبوت آپ ہی ہے۔

महोदधिरिवाहं स प्रपंचो वीचिसन्निभः।
इति ज्ञानं तथैतस्य न त्यागो न ग्रहो लयः ॥२

بحرِ ہستی سے ہے میرے موجِ عالم رُو نما
فکرِ ترکِ واخذ کی حد سے گزرنا ہے بقا (۲)

شرح:- آب بحر سے امواج پیدا ہوتی ہیں پھر بھی وہ آپ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتیں اسی طرح ذاتِ واحد سے جملہ صفات بر آمد ہوکر دیگر ہستی نہیں ہیں یہ رازِ حقیقت جب منکشف ہوتا ہے تو کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی +

अहं स शुक्तिसंकाशो रूप्यवद्विश्वकल्पना ।
इति ज्ञानं तथैतस्य न त्यागो न ग्रहो लयः ॥३

سیپ میں چاندی کا دھوکا مجھ میں موجودات کا
فکرِ ترکِ واخذ کی حد سے گزرنا ہے بقا (۳)

شرح:- سیپ کی سفید رنگت اُس کے چاندی ہونے کا شک پیدا کرتی ہے اسی طرح دید کا اشتیاق ذاتِ پاک پر ماسوا کے اوصاف عائد کرتا ہے۔ اِن اوصاف میں باہمی اتضاد موجود ہے اس لئے وہ ترک واخذ کے اصول کے تابع ہیں۔ علمِ ذات ایسی دورنگی سے متاثر نہیں ہے +

अहं वा सर्वभूतेषु सर्वभूतान्यथो मयि ।
इति ज्ञानं तथैतस्य न त्यागो न ग्रहो लयः ॥४

مجھ میں پوشیدہ ہے عالم مجھ سے عالم رُو نما
فکرِ ترکِ واخذ کی حد سے گزرنا ہے بقا (۴)

شرح:- جُزو کُل کی احدیت کے سمجھنے میں عقل قاصر ہے لیکن علمِ اشراق قاصر نہیں جبر و اختیار کی تمیز عقل کا خاصہ ہے۔ نظرِ مساوات علمِ اشراق

کا جوہر ہے مندرجۂ بالا چار اشعار میں خاک، آب، آتش اور باد اِن عناصر کے اعتبار سے توحید کے مسئلہ پہ جُداگانہ مثالیں دی گئی ہیں۔ اِن کا مقصد طالبِ ذات کی نگاہ کو وسعت دینا ہے یعنی اُس کے یقین کو ذوقِ فنا سے دیدارِ بقا تک پہنچانا ہے۔

सप्तमं प्रकरणम्

आत्मानुभवः

باب ہفتم

محویّت

जनक उवाच

मय्यनंतमहांभोधौ विश्वपोत इतस्ततः ।
भ्रमति स्वांतवातेन न ममास्त्यसहिष्णुता ॥ १

بحرِ استغنا ہوں میں اور میرے سینہ پر جہاں
کیفِ مستی کی ہوا سے شکلِ کشتی ہے رواں (۱)

شرح:۔ راجہ جنک اب فنا اور بقا کے نشانات سے آگاہ ہو کر اُس کیفِ بیخودی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جس کے اِدراک و اظہار سے عقل و زباں قاصر ہیں اُن کے مُشاہدۂ باطنی کے بموجب محویّت کے بحرِ بے پایاں میں ارادتِ ازلی کا طوفان اِس دُنیا کی کشتی کو چلا رہا ہے اور جھکولے دے رہا ہے پھر بھی وہ بحران دونوں مُظاہروں سے بے تعلّق ہے۔ اس شعر کا مضمون بلاغت کے پایہ سے قابلِ غور ہے*

मय्यनंतमहांभोधौ जगद्वीचिः स्वभावतः ।

उदेतु वास्तमायातु न मे वृद्धिर्न च क्षतिः ॥ २

میں ہوں بحرِ بیکراں مجھ میں کمی بیشی نہیں
موجِ عالم خواہ پیدا ہو کہیں پنہاں کہیں (۲)

شرح :۔ ذاتِ بے نشاں پر پیدائش و فنا کا اطلاق نہیں ہوتا کہ وہ جُزو وکُل کے تفاوُت سے بے نیاز رہے ۔ اُس کی مثال ایک بحرِ بے کنار ہے جو بے شُمار امواج کے پیدا اور فنا ہونے پر بڑھتا اور گھٹتا نہیں +

मय्यनंतमहांभोधौ विश्वं नाम विकल्पना ।
अतिशांतो निराकार एतदेवाहमास्थितः ॥ ३

یہ جہاں وہمِ نظر ہے قلزمِ عرفاں ہوں میں
ساکن و بالذّات قائم ہستیِ پنہاں ہوں میں (۳)

شرح :۔ معنی ہمیشہ صُورت میں مخفی رہتا ہے اور معنی کے دریافت ہونے پر صُورت ہیچ ہوجاتی ہے ۔ غیب و شہود کا امتیاز دُور کرنا اِس شعر کا مقصد ہے +

नात्मा भावेषु नो भावस्तत्रानंते निरंजने ।
इत्यसक्तोऽस्पृहः शांत एतदेवाहमास्थितः ॥ ४

نور ہے جلووں سے بالا نُور میں جلوے فنا
ہے سکون و بے نیازی جو ہر ذاتی مِرا (۴)

شرح :۔ مُندرجۂ بالا تین اشعار میں بحر کی مثالیں تین مُختلف نُقطۂ نگاہ

سے دی گئی ہیں۔ اِس شعر میں راجہ جنک ذات کی بے نیازی اور سکون کو نُور و جلوہ کی تشبیہ سے واضح کرتے ہیں جلوے کے فنا ہونے پر نُور ہی باقی رہتا ہے اِس لئے نُور و جلوہ کی تمیز باطل ہے ٭

अहोचिन्मात्रमेवाहमिन्द्रजालोपमं जगत् ।
अतो मम कथं कुत्र हेयोपादेयकल्पना ॥ ५

عینِ ہستی ہیں مِثالِ شُعبدہ ہے یہ جہاں
(۵) اختیار و ترک کی مجھکو ضرورت ہے کہاں

شرح:۔ راجہ جنک حق شناسی کی منزل پر پہنچکر بیان کرتے ہیں کہ عالم کے باطل ثابت ہونے پر مجھے آزادیِ کامل حاصل ہوئی اس لئے اب اپنی عملی زندگی میں اختیار و ترک کی ضرورت نہیں رہی۔ ایسی طرزِ معاشرت کو سلوک کہتے ہیں ٭

अष्टमं प्रकरणम्

बन्धमोक्षव्यवस्था ॥

بابِ ہشتم

بند ونجات

अष्टावक्र उवाच

तदा बंधो यदा चित्तं किंचिद्वांछति शोचति ।
किंचिन्मुंचति गृह्णाति किंचिद्धृष्यति कुप्यति ॥१

اشٹاوکرمنی فرماتے ہیں

رُوح زندانی ہے جبتک دل میں ہیں جنگ آزما
شوق ونفرت، شادی وغم، بیم وامّیدِ جزا (۱)

شرح:۔ اب مُرشدِ کامل اپنے مُرید کی توجّہ کو معرفت کے اصُول سے اُس کے دستورالعمل کی جانب لاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رُوحِ بشر کی آزادی میں خلل ڈالنے والے ہر قسم کے جذبات ہیں۔ اس لئے عارف کو اُن سے بے تعلّقی واجب ہے۔ جذبات کی تفصیل اسی شعر میں موجود ہے +

तदा मुक्तिर्यदा चित्तं न वांछति न शोचति ।
न मुंचति न गृह्णाति न हृष्यति न कुप्यति ॥२

۲۳۳۳

مغفرت جب ہے کہ دل ہو شوق ونفرت سے بری
(۲)
مانع خوف وتمنا دافع رنج وخوشی

شرح:۔ جملہ جذبات سے بریت حاصل کرنا بالمعنی نجات ہے۔ یہ زندگی میں میسّر ہوتی ہے وفات کے بعد اس کی توقع کرنا فضول ہے +

तदा बंधो यदा चित्तं सक्तं कास्वपि दृष्टिषु ।
तदा मोक्षो यदा चित्तमसक्तं सर्वदृष्टिषु ॥ ३

تشکل پابندی ہے دل کا ربط موجودات سے
(۳)
ترکِ لذّت ہے رہائی دامِ محسوسات سے

شرح:۔ قید افعالی کا انحصار دلی تعلّق پر ہے اور نجات کا راز بے تعلّقی کے اصول میں مضمر ہے۔ اس شعر میں دونوں حالتوں کا مقابلہ کیا گیا ہے +

यदा नाहं तदा मोक्षो यदाहं बंधनं तदा ।
मत्वेति हेलया किंचिन्मा गृहाण विमुंच मा ॥४

پابہ جولاں ہے خودی آزادہ رو ہے بیخودی
(۴)
چھوڑ دے تقدیر پر تدبیر اخذ وترک کی

شرح:۔ زعمِ خودی کا کام تعلّق پیدا کرنا ہے۔ بیخودی کی صفت بے تعلّقی ہے ایسی صورت میں ترکِ خودی نجات کا وسیلہ بنتی ہے۔ اس کی طریقت انسان کا تقدیر پر شاکر رہنا یعنی باوجود تدبیر سے کام لینے کے اُس کے نتیجہ پر نظر نہ کرنا ہے یہاں کوششِ سے دست بردار ہو جانے اور کاہل بن جانے کی ہدایت نہیں کی گئی ہے +

नवमं प्रकरणम् ॥

निर्वेद वर्णनम्

بابِ نہم

ضبطِ حواس

अष्टावक्र उवाच

कृताकृते च द्वंद्वानि कदा शांतानि कस्य वा ।
एवं ज्ञात्वेह निर्वेदाद्भव त्यागपरोऽव्रती ॥ १

اشٹاوکر مُنی فرماتے ہیں

فعل و تُمرے سے کبھی فرصت نہیں پاتا بشر
اس لئے تُو پاک کر لوث دو رنگی سے نظر (۱)

شرح: ۔ انسان کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جسے ارتکابِ فعل سے خالی کہہ سکتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جُملہ افعال فطرتی اوصاف سے بحالتِ جبر صادر ہوتے ہیں جس میں اختیار کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اشٹاوکر مُنی فرماتے ہیں کہ جاہل خود کو افعال کا مختار سمجھتا ہے اس لئے عذاب و ثواب کے حلقہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے عارف جُملہ فعلوں کا صُدور قُدرت سے مانتا ہوا اپنی ہستی کو بے لوث قرار دیتا ہے۔ نظر کی دو رنگی دُور

کرنے کا اشارہ اسی طریقت پہ ہے +

कस्यापि तात धन्यस्य लोकचेष्टावलोकनात्
जीवितेच्छा बुभुक्षा च बुभुत्सोपशमं गताः ॥२

شاذ کوئی محرمِ رازِ حیاتِ مستعار
(۲)
عیش و عشرت کی اسامی کا نہیں اُمیدوار

شرح:۔ ہزاروں میں کوئی ایسا بشر ہوتا ہے جو اپنی حیات کو مستعار جانکر لذّاتِ دُنیا حاصل کرنے کی آرزو نہیں کرتا۔ خوشحالی ایسے ہی شخص کا حصّہ ہے +

अनित्यं सर्वमेवेदं तापत्रितयदूषितम् ।
असारं निंदितं हेयमिति निश्चित्य शाम्यति ॥३

فانی و بے مایہ و جائے سہ گانہ حادثات
(۳)
اِس جہاں کے جاننے سے عقل پاتی ہے ثبات

شرح:۔ دُنیا میں تین اقسام کے حادثات پیش آتے ہیں۔ ایک ارضی دوسرے سماوی اور تیسرے رُوحانی۔ اس لئے یہ دُنیا ناپائدار اور فانی مانی جاتی ہے۔ جو کوئی اس کی بے ثباتی کا مُعترف ہے اُس کا ضمیر خود اعتمادی کا درجہ حاصل کرتا ہے +

कोऽसौ कालो वयः किं वा यत्र द्वंद्वानि नो नृणाम् ।
तान्युपेक्ष्य यथाप्राप्तवर्ती सिद्धिमवाप्नुयात् ॥ ४

(۴) رنج و راحت کا تسلسل ہے بشر کی زندگی — بے تمنّائی و بیخوفی ہیں راہِ مخلصی

شرح :- آرام و تکلیف کی گردشِ پیہم کا نام زندگی ہے - چنانچہ بشر کی زندگی کا کوئی زمانہ انقلاب سے خالی نہیں ہوتا - ایسی حالت میں اعمال سے بریت حاصل کرنے کا ذریعہ ترکِ قلبی ہے +

नाना मतं महर्षीणां साधूनां योगिनां तथा ।
दृष्ट्वा निर्वेदमापन्नः को न शाम्यति मानवः ॥५

مُختلف ہیں طاعت و علم و عمل کی درسگاہ
اہلِ دل وہ ہے کہ جس نے اِنسے بالا کی نگاہ (۵)

شرح :- مذہب و ملت کے رہنماؤں اور پیرووں میں ہمیشہ اختلاف رائے رہا ہے اور رہیگا. عارف دیدارِ جلوۂ وحدت میں مسرور و مُطمئن رہکر ایسے اختلافات کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتا +

कृत्वा मूर्तिपरिज्ञानं चैतन्यस्य नकिंगुरुः ।
निर्वेदसमतायुक्त्या यस्तारयति संसृतेः ॥ ६

جس کو بے پردہ مُیسّر ذات کا دیدار ہے
ہادیِ راہِ نجاتِ مُسلم و کُفّار ہے (۶)

شرح :- عارف ترکِ تمنّا کے اُصول پر کاربند ہو کر عین الیقین کا مرتبہ حاصل کرتا ہے اور پیری و مُریدی کی بندشں سے آزاد ہو جاتا ہے - ایسی نادرہستی اہلِ عالم کو مغفرت کا راستہ بتاتی ہے +

पश्य भूतविकारांस्त्वं भूतमात्रान् यथार्थतः ।
तत्क्षणाद्बंधनिर्मुक्तः स्वरूपस्थो भविष्यसि ॥७

عالمِ احساس کی بے ایگی پہچان سے
(۷)
بہرہ ور ہوگا تو دم بھر میں وصالِ ذات سے

شرح:- جملہ اشیاء عناصر کی ترکیب سے پیدا ہوتی ہیں کچھ عرصہ نمود رکھتی ہیں پھر اُنہی عناصر میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ انسان کا جسم اس قانونِ انقلاب کے تابع ہے اُس کی ماہیت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حرکت اور احساس کی طاقت اُس میں موجود نہیں ہے یہ رُوح کا الحاق ہے جس کی وجہ سے اُس کے متحرک اور علیم ہونے کا گمان پیدا ہوتا ہے۔ اِس حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا وسیلۂ مغفرت ہے اِس شرط کے پورا کرنے پر حصولِ مقصد میں دیر نہیں لگتی ÷

वासना एव संसार इति सर्वा विमुंच ताः ।
तत्यागो वासनात्यागात्स्थितिरद्य यथा तथा ॥८

شوقِ دُنیا آفریں ہے شوق دل سے دُور کر
(۸)
ترکِ دُنیا منحصر ہے ترکِ جذبِ شوق پر

شرح:- دل اور حواس کے ساتھ جان کا الحاق ہونے پر عالمِ کثیف نظر آتا ہے۔ اِس حالت کو بیداری کہتے ہیں۔ جان کا فقط دل سے تعلق رکھنا اُسکے سامنے عالمِ لطیف کا منظر پیش کرتا ہے۔ یہ خوابِ پریشاں کی حالت ہے۔ انکے علاوہ ایک تیسری کیفیت ہے جس میں جان پر بے خبری طاری ہو جاتی ہے۔ اسے خوابِ غفلت کہتے ہیں۔ غرضیکہ جان ان گانہ تعلقات کی موجودگی میں پابندِ جسم معلوم ہوتی ہے۔ اُسکی آزادی کا راز ترکِ تعلق یعنی رفعِ دفعِ شوق میں مُضمر ہے ÷

दशमं प्रकरणम् ॥

उपशम वर्णनम्

अष्टावक्र उवाच

विहाय वैरिणं काममर्थं चानर्थ संकुलम् ।
धर्ममप्येतयोर्हेतुं सर्वत्रानादरं कुरु ॥ १

دولت و تن پروری کی صحبتِ بد ترک کر
شرع کی پابندیوں سے بھی ہٹا اپنی نظر (۱)

شرح:- دولت و حکومت کی خواہش سے دل کو پاک رکھنا۔ جذباتِ نفسانی کے قابو میں نہ آنا اور جملہ اعمال کے ثمرہ سے نظر اٹھا لینا کشائشِ باطنی کا ذریعہ ہے اور اس کا استعمال طالبِ صادق کا فرض ہے۔

स्वप्नेंद्रजालवत्पश्य दिनानि त्रीणि पंच वा
मित्रक्षेत्रधनागारदारादायादिसंपदः ॥ २

پنج روزہ اور باطل ہے یہ خوابِ زندگی
ملکیت ثروت حکومت رشتہ داری دوستی (۲)

شرح:۔ تعلّقات پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں۔ اِن میں سے کسی کو بھی قیام حاصل نہیں ہے۔ یہ زندگی جس پر انسان زُعم کرتا ہے خواب کی مانند ہے۔ خود شناسی کے حاصل ہونے پر وہ غفلت سے ہوش میں آتا ہے ٭

यत्र यत्र भवेत्तृष्णा संसारं विद्धि तत्र वै ।
प्रौढवैराग्यमाश्रित्य वीततृष्णः सुखी भव ॥ ३

دل کی بیتابی سے ہے آرائشِ بزمِ جہاں
خلوتِ جاں میں کمالِ جذبۂ ہوش دہاں (۳)

شرح:۔ جلوۂ ہستی کا انحصار شوقِ دید پر ہے۔ چنانچہ اُس کے مٹتے ہی عالم معدُوم ہو جاتا ہے۔ یہی راہِ فنا ہے جسے طے کر کے منزلِ بقا پر پہنچا ہوتا ہے ٭

तृष्णामात्रात्मको बंधस्तन्नाशो मोक्ष उच्यते ।
भवासंसक्तिमात्रेण प्राप्तितुष्टिर्मुहुर्मुहुः ॥ ४

شوق میں محبُوس جاں ہے شوق کا مِٹنا نجات
بے تمنّائی کا حاصل ہے نشاطِ وصلِ ذات (۴)

شرح:۔ رُوحِ بشر کو کامل آزادی حاصل ہے پھر بھی وہ دِلی جذبات کے تابع معلُوم ہوتی ہے۔ طالبِ مغفرت کو لازم ہے کہ وہ ترکِ تمنا کے اُصول پر کاربند رہے۔

त्वमेकश्चेतनः शुद्धो जडं विश्वमसत्तथा ।
अविद्यापि न किंचित्सा का बुभुत्सा तथापि ते ॥५

بجیس و باطل ہے عالم۔ شاہدِ مُطلق ہے تُو
جہل کی ہستی نہیں پھر کس لیے یہ جستجو (۵)

شرح:۔ عالم پیدائش و فنا کے تابع ہے اس لئے باطل ہے۔ اس کی نمود کا باعث وہ جہلِ بسیط ہے جسے حق و باطل نہیں کہہ سکتے۔ یہ دونوں تعینات ذات کی جلوہ گری میں معدوم نظر آتے ہیں کہ وہ ہستِ مطلق ہے۔ وحدۂ لاشریک کی تلاش نگاہِ علم میں تحصیلِ حاصل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی +

राज्यं सुताः कलत्राणि शरीराणि सुखानि च ।
संसक्तस्यापि नष्टानि तव जन्मनि जन्मनि ॥ ६

سلطنت اولاد بیوی اور دُنیا کے مزے
(۶)
بار ہا مٹتے رہے ہمراہ قالب کے ترے

شرح:۔ دُنیوی تعلقات باوجود ہزار کوشش کے قائم نہیں رہتے یعنی معدوم ہو جاتے ہیں رُوح کو اس کا تجربہ بار بار ہوتا ہے پھر بھی وہ آزادی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ اس کی وجہ خود پرستی ہے +

अलमर्थेन कामेन सुकृतेनापि कर्मणा ।
एभ्यः संसारकांतारे न विश्रान्तमभून्मनः ॥ ७

حرصِ دولت شوقِ لذّت آرزوئے عاقبت
(۷)
دُور کر دل سے کہ یہ ہیں سدِ راہِ مغفرت

شرح:۔ خواہشات کسی کی نہ کبھی پوری ہوئی ہیں نہ ہو سکتی ہیں۔ ان کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ رُوح بشر ایسے چھلاووں کو دیکھ کر دُنیا کے گھندار جنگل میں بھٹکتی پھرتی ہے یعنی اُسے راہِ نجات نہیں ملتی۔ اس لئے ترکِ خواہشات ضروری ہوا +

कृतं न कति जन्मानि कायेन मनसा गिरा ।
दुःखमायासदं कर्म तदद्याप्युपरम्यताम् ॥ ८

کیسے کیسے قالبوں میں دل زبان و جسم سے
(۸) کشمکش کرتا رہا تو اب ذرا آرام لے

شرح :- انسان اپنے دل زبان اور جسم کے وسیلے سے تکمیلِ خواہشات میں متواتر کوشش کرتا ہے لیکن کامیابی کی صورت اُسے کبھی نظر نہیں آتی - ایسا تلخ تجربہ خواہشات کی رفعداد دکھاتا ہے۔
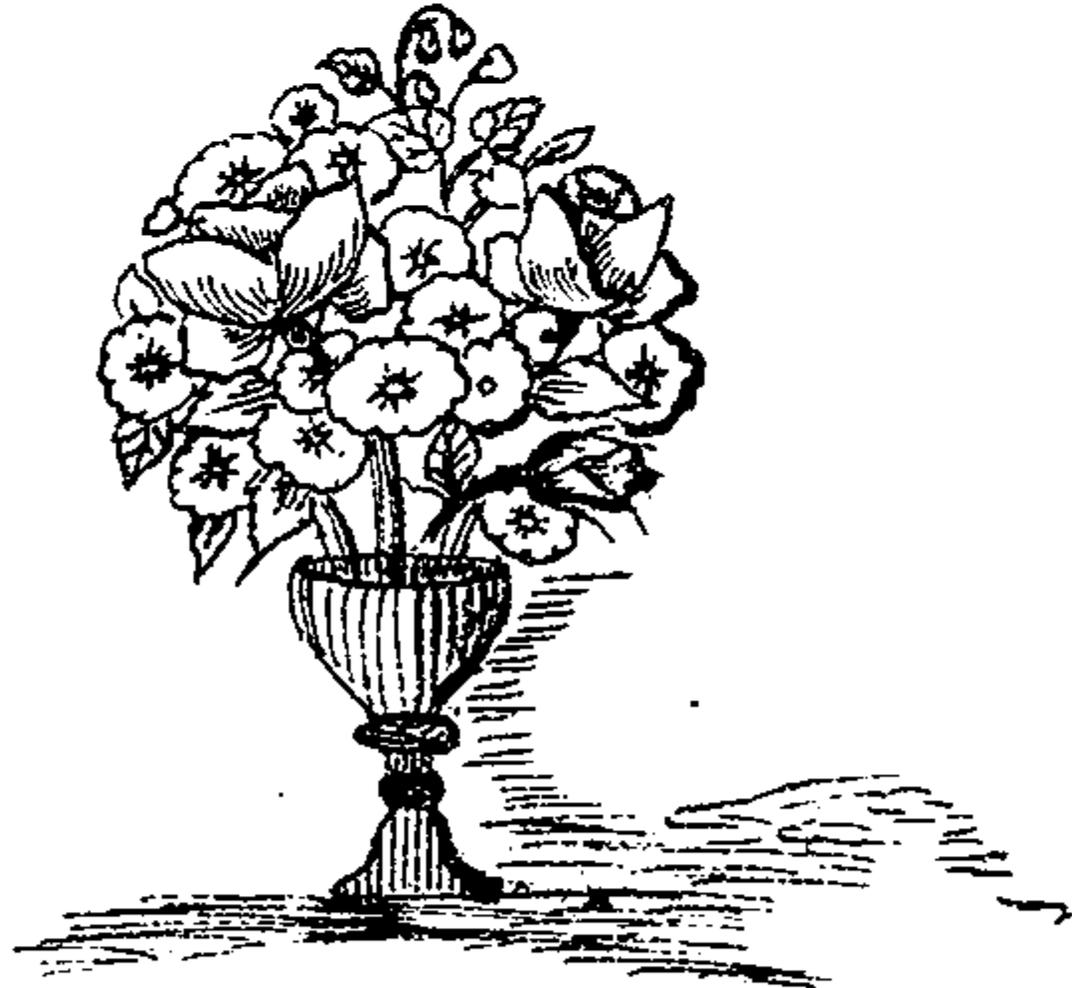
एकादशं प्रकरणम्

आत्मज्ञानवर्णनम्

باب یازدہم (۱۱)

ثباتِ عقل

अष्टावक्र उवाच

भावाभावविकारश्च स्वभावादिति निश्चयी

निर्विकारो गतक्लेशः सुखेनैवोपशाम्यति ॥ १

اشٹاوکر مُنی فرماتے ہیں

بُود و ایجاد و فنا کو فعل قُدرت جان کر

راحتِ جاوید سے ہوتا ہے عارف بہرہ ور (۱)

شرح:- کیفِ سرمدی کا مُستحق وہ بشر ہے جس نے عالم کے غیب و شہُود کو ارادتِ ازلی سے منسُوب کیا اور اپنی ہستی کو بے لوث قرار دیا۔ اُس کے یقین میں جُملہ افعال خاصۂ طبعی ہیں اِس لئے ناگزیر۔ ذات کو فاعلیت سے پاک و برتر جاننا افعال سے بریت حاصل کرنے کا طریقہ ہے ٭

ईश्वरः सर्वनिर्माता नेहान्य इति निश्चयी ।

अंतर्गलितसर्वाशः शांतः क्वापि न सज्जते ॥ २

صانعِ عالم کی وحدت کا جو قائل ہو گیا
(۲)
معصیت سے پاک ہے، اُسکا دل بے مدعا

شرح:- عارف یہ مانتا ہے کہ رُوحِ اعظم حق ہے اور منفرد ارواح کی نمُود باطل۔ ایک محیط ہستی کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ ایسا یقین اُس کی نجات کا ذریعہ ہے *

आपदः संपदः काले दैवादेवेति निश्चयी ।
तृप्तः स्वस्थेन्द्रियो नित्यं न वांछति न शोचति ॥३

جس نے قسمت کے حوالے کر دیئے رنج و خوشی
(۳)
مل گئی بیم و رجا سے اُس بشر کو مخلصی

شرح:- عارف مانتا ہے کہ رنج و خوشی کے جذبات کا تعلق صفات سے ہے نہ کہ اُس کی ذات سے اسی کو افعال کا قسمت کے حوالے کرنا کہتے ہیں اِس اصُول پر کاربند ہونے سے خوف و تمنّا دُور ہو جاتے ہیں یعنی جمعیتِ خاطر مُیسّر ہوتی ہے *

सुखदुःखे जन्ममृत्यू दैवादेवेति निश्चयी ।
साध्यादर्शी निरायासः कुर्वन्नपि न लिप्यते ॥४

نیستی، ہستی، غم و شادی مقدر جان کر
(۴)
ثمرۂ اعمال سے رہتا ہے عارف بے اثر

شرح:- عارف کی نظر میں آرام و تکلیف اور زندگی و موت یکساں ہیں یعنی وہ انہیں جلوۂ حق تسلیم کرتا ہے۔ ایسی تسلیمِ الوہیت اسے اعمال و ثمرہ کے

سے شرک سے پاک رکھتی ہے +

चिंतया जायते दुःखं नान्यथेहेति निश्चयी ।
तया हीनः सुखी शांतः सर्वत्र गलितस्पृहः ॥५

حرصِ دُنیا کی جفا کاری جسے معلوم ہے
(۵)
جیتے جی اُسکی پریشاں خاطری معدوم ہے

شرح:۔ فکر کیساتھ تمام کلفتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے بے فکری حاصل کرنا انسان کا فرض ہے کمال بیفکری نجات کے مترادف ہے +

नाहं देहो न मे देहो बोधोऽहमिति निश्चयी ।
कैवल्यमिव संप्राप्तो न स्मरत्यकृतं कृतम् ॥ ६

دیکھ لی جسم و خودی میں جس نے جاں کی دشمنی
(۶)
ایسے واصل پر نہیں پابندیٔ امر و نہی

شرح:۔ عارف جسم کی کثافت اور دل کی لطافت کو نظرِ مساوات سے دیکھتا ہے اِس لئے جو افعال اِن سے پیدا ہوتے ہیں اُن کا پابند نہیں ہوتا +

आब्रह्मस्तंबपर्यंतमहमेवेति निश्चयी ।
निर्विकल्पः शुचिः शांतः प्राप्ताप्राप्तविनिर्वृतः ॥७

جُزو کُل کی شکل میں اپنا ہی جلوہ دیکھنا
(۷)
وہمِ شرک و اضطرابِ دل سے رہتا ہے جُدا

شرح:۔ آفتاب کو سب سے بڑا اور ذرّے کو سب سے چھوٹا ماننا عقلِ ناقص کا فعل ہے عقلِ سلیم اُن کا درجہ مساوی قرار دیتی ہے کہ اُسے توحید

خالص پر اعتبار ہے ۔

नानाश्चर्यमिदं विश्वं न किंचिदिति निश्चयी ।
निर्वासनः स्फूर्तिमात्रो न किंचिदिव शाम्यति ॥८

ہیچ آئی ہے نظر جب ہستیِ غیب و شہود
(۸) قلبِ بے پندار میں ہوتی ہے راحت کی نمود

شرح:۔ عارفِ کامل کی شناخت یہ ہے کہ اُسے ظاہر و باطن معدوم نظر آئیں اور وحدتِ ذات کے کیف سے اُس کا قلب معمور رہے ۔

द्वादशं प्रकरणम् ॥

एवमेव वर्णनम्

بابِ دوازدہم

جذبِ کامل

जनक उवाच

कायकृत्यासहः पूर्वं ततो वाग्विस्तरासहः ।
अथ चिंतासहस्तस्मादेवमेवाहमास्थितः ॥ १

راجہ جنک بیان کرتے ہیں

دافعِ آلائشِ تن ۔ مانعِ لوثِ زباں
(۱)
تارکِ الحاقِ دل ہے میری رُوحِ جاوداں

شرح :۔ مُرید اپنی کشایشِ باطنی کا ذکر اب اس طرح کرتا ہے کہ مجھے تن زبان اور دل تینوں کی عملی قیود سے اپنی رہائی نظر آتی ہے ۔ یہ سب مُرشد کی خیرانجام ہدایت کا فیض ہے ۔

प्रीत्यभावेन शब्दादेरदृश्यत्वेन चात्मनः ।
विक्षेपैकाग्रहृदय एवमेवाहमास्थितः ॥ २

(۲) مَیں ہوں سرمستِ ازل فارغ غمِ احساس سے ۔ تکیۂ دارالامکاں بالا اُمید و یاس سے

شرح:۔ حظِ نفس کی جانب میری توجہ نہیں رہی۔ دیدارِ ذات کا اشتیاق بھی مجھ سے رخصت ہو گیا اس لئے میں اب ظاہری و باطنی پابندیوں سے بری ہوں +

समाध्यासादिविक्षिप्तौ व्यवहारः समाधये ।
एवं विलोक्य नियममेवमेवाहमास्थितः ॥ ३

(۳)
بہرِ تسکینِ جذبۂ دل کا تدارک چاہیئے
مجھکو حاصل ہے فراغت ایسی سعیِ ضبط سے

شرح:۔ کسی کو اضطرابِ دل دُور کرنے کے لئے مُراقبہ کی ضرورت ہو۔ مجھے تو اطمینانِ کامل میسر ہے اس لئے مُراقبہ کی احتیاج نہیں +

हेयोपादेयविरहादेवं हर्षविषादयोः ।
अभावादद्य हे ब्रह्मन्नेवमेवाहमास्थितः ॥ ४

(۴)
اختیار و ترک اور آسائش و تکلیف سے
مغفرت اے پیرِ مُرشد آج حاصل ہے مجھے

شرح:۔ کیفِ باطنی مجھے کسی فعل کے ترک و ایجاب کی اجازت نہیں دیتا وہ آرام و تکلیف کے احساس کا بھی مانع ہے۔ مُرشدِ کامل کے فیض سے آج مجھے راحتِ جاوید نصیب ہوئی +

आश्रमानाश्रमं ध्यानं चित्तस्वीकृतवर्जनम् ।
विकल्पं मम वीक्ष्यैतैरेवमेवाहमास्थितः ॥ ५

(۵) اِختلافِ قوم و ملتِ اتضادِ کفر و دیں   اِنکو باطل دیکھتی ہے میری چشمِ پاک میں

شرح:۔ میرا خیال قوم و مذہب اور توحید و شرک کی پابندیوں سے آزاد ہے یعنی جملہ اختلافات کی حد سے باہر ہے +

कर्मानुष्ठानमज्ञानाद्यथैवोपरमस्तथा ।
बुध्वा सम्यगिदं तत्त्वमेवमेवाहमास्थितः ॥ ६

اِختیار و ترک دونوں ہیں نمائشِ جہل کی
اِس اصُولِ زندگی کا جانتا ہے مُخلصی (۶)

شرح:۔ افعال کا ارتکاب اور اُن سے اجتناب لاعلمی کا سایہ ہیں علمِ ذات کی روشنی میں یہ دونوں گُم ہو جاتے ہیں۔ دُنیا میں پابندیِ افعال سے بری ہونے کا یہی طریقہ ہے +

अचिंत्यं चिंत्यमानोऽपि चिंतारूपं भजत्यसौ ।
त्यक्त्वा तद्भावनं तस्मादेवमेवाहमास्थितः ॥ ७

لاتعیُّن کا تصوّر ہے تعیُّن کی دلیل
اِس لئے ترکِ تصوّر ہے ہوں میرا یہ نا کفیل (۷)

شرح:۔ تصوُّر میں نظر بالغیر ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام تعیُّن ہے۔ ترکِ تصوُّر کی مُراد محویت ہے جس میں سارے تعیُّنات گُم ہو جاتے ہیں اور رُوحِ بشر لاتعیُّن ہونے کی وجہ سے آزاد معلوم ہوتی ہے +

एवमेव कृतं येन स कृतार्थो भवेदसौ ।
एवमेव स्वभावो यः स कृतार्थो भवेदसौ ॥ ८

(۸) اِس طریقت پر جو عامل ہے وہی آزاد ہے — اِس حقیقت سے جو واقف ہے وہی دلشاد ہے

شرح:- حیاتِ ابدی کی منزل پر پہنچنے کے لئے علم و عمل کی شاہراہ طے کرنا لازمی ہے مگر
منزل پر پہنچ کر مسافر
اپنے
طے کردہ راستہ
سے غرض
نہیں رکھتا
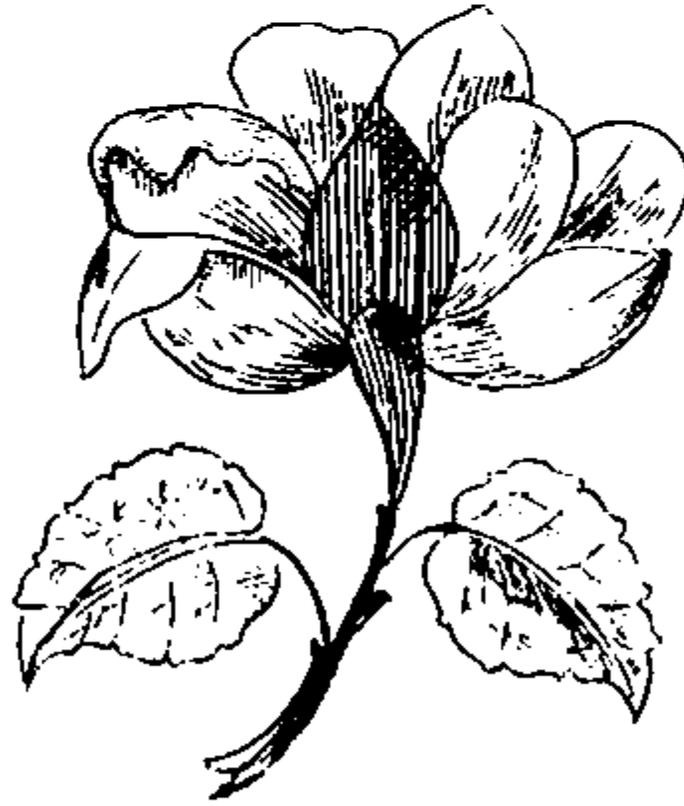
त्रयोदशं प्रकरणम्

यथासुख वर्णनम्

عشقِ حقیقی

जनक उवाच

अकिंचनभवं स्वास्थ्यं कौपीनत्वेऽपि दुर्लभम् ।
त्यागादाने विहायास्मादहमासे यथा सुखम् ॥१

راجہ جنک بیان کرتے ہیں

ترکِ پیراہن دلیلِ کیف سامانی نہیں
جذب پر موقوف میرا لطفِ رُوحانی نہیں (۱)

شرح:- لنگوٹی باندھکر زندگی بسر کرنے پر بھی آسودگی کا حاصل ہونا دُشوار ہے ایسا کرنے سے بیرونی لوازم کا ترک تو ہو جاتا ہے لیکن اندرُونی تعلُّقات یعنی شوق ونفرت موجُود رہتے ہیں۔ جب تک یہ جذبات دُور نہ ہو جائیں رُوح کو تسکین مُیسّر نہیں ہوتی۔ اس لئے ترکِ جذبات کے اصُول پر کاربند ہونا انسان کا فرض ہے جُملہ اعمال کے نتائج سے بے غرضی رکھنا اس کی تفسیر ہے۔ صُوفیہ کرام نے اس طریقت کو مساواتِ نظر نامزد کیا ہے۔

कुत्रापि खेदः कायस्य जिह्वा कुत्र पि खिद्यते ।
मनः कुत्रापि तत्त्यक्त्वा पुरुषार्थे स्थितः सुखम् ॥२

دل زبان و جسم کی وہ کلفتیں ہیں اب کہاں
(۲)
میں سراپا ہوں غریقِ انبساطِ جاوداں

شرح:۔ محنت و مشقت سے جسم تکلیف پاتا ہے۔ بولتے ہوئے زبان تھکتی ہے۔ خیال کے ساتھ اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ میری ہستی ایسے تین قسم کے آزاروں سے بری ہے +

कृतं किमपि नैव स्यादिति संचिंत्य तत्त्वतः ।
यदा यत्कर्त्तुमायाति तत्कृत्वासे यथा सुखम् ॥३

میری چشمِ سیر میں اعمال کی ہستی نہیں
(۳)
میری آزادہ روی پر کوئی پابندی نہیں

شرح:۔ خود دار کی زندگی اعمال سے وابستہ رہتی ہے اور اعمال کا خاصہ اضطراب پیدا کرنا ہے۔ یہ اثرات دائرۂ صفات تک محدود ہیں اس لئے فانی ہیں۔ واصلِ ذات اِن کا عدم وجود مساوی جانتا ہے اور آزادیِ کامل کا لُطف اُٹھاتا ہے +

कर्मनैष्कर्म्यनिर्बंधभावा देहस्थयोगिनः ।
संयोगायोगविरहादहमासे यथा सुखम् ॥ ४

شغل تک محدود تھی تمیزِ بند و مخلصی
(۴)
میرے دل سے دُور ہے اب فکرِ ہجر و وصل کی

شرح :- طالبِ ذات اعمال کے اختیار اور ترک میں امتیاز کرتا ہے یعنی ایک کو موجبِ پابندی اور دوسرے کو وسیلۂ نجات مانتا ہے - محوِ ذات ایسے امتیاز کو بے معنی سمجھتا ہے کہ وہ ہجر و وصل کا قائل نہیں ہوتا ◆

अर्थानर्थौ न मे स्थित्या गत्या न शयनेन वा ॥

तिष्ठन् गच्छन् स्वपन् तस्मादहमासे यथा सुखम् ॥५॥

بے نتیجہ ہیں یہ میرے خواب و رفتار و نشست
(۵)
سوتے چلتے بیٹھتے یکساں ہوں میں مستِ الست

شرح :- سالک کی زندگی ثمرۂ اعمال سے بے تعلق اور علمِ ذات سے سرشار ہوا کرتی ہے ◆

स्वपतो नास्ति मे हानिः सिद्धिर्यत्नवतो न वा ।

नाशोल्लासौ विहायास्मादहमासे यथासुखम् ॥६॥

کار و بیکاری نہیں اب باعثِ سود و زیاں
(۶)
میں رضا کاری سے اپنے حال میں ہوں شادماں

شرح :- عارف کی دنیا میں مصروفیت اُسے فائدہ نہیں پہنچاتی - اور بیکاری میں اُس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا - اُس کا نقطۂ نظر دونوں حالتوں میں یکساں رہتا ہے کہ وہ تسلیم و رضا کے اُصول پہ کاربند ہو کر دیدارِ ذات میں محو رہتا ہے ◆

सुखादिरूपानियमं भावेष्वालोक्य भूरिशः ॥

शुभाशुभे विहायास्मादहमासे यथा सुखम् ॥७॥

(۷) رنج و راحت کی سراسر بے ثباتی دیکھکر
نیک و بد اعمال سے میں نے اُٹھالی ہے نظر

شرح

سالک کی نگاہ میں دُنیا اور عقبےٰ کی نعمتیں ہیچ ہیں اس لیے اُس کی پاک ہستی پر شرع کی پابندیاں عائد نہیں ہوتیں۔

चतुर्दशं प्रकरणम्
शान्ति वर्णनम्

(۱۴)
بابِ چہاردہم
تسلیم و رضا

जनक उवाच

प्रकृत्या शून्यचित्तो यः प्रमादाद्भावभावनः ॥
निद्रितो बोधित इव क्षीणसंसरणो हि सः ॥१॥

راجہ جنک بیان کرتے ہیں

بیخودی کرتی ہے اب تو رسم خودداری ادا
دیر میں سوتا ہوں میں لیکن حرم میں جاگتا (۱)

شرح:- محو ذات کے دل میں ماسوا کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ پھر بھی وہ دُنیوی رسوم ادا کرتا ہے۔ عالمِ ظاہر سے بیخبری اور عالمِ باطن کی راز داری اُسکا حصہ ہے ایسی صورت میں جتنے افعال سرزد ہوتے ہیں اُس کی ذمہ دار بیخودی ہے بہ قیدِ ہستی سے بریت کا مُرقع ہے +

برخلاف اس کے خود پرست کارِ دُنیوی میں ہوشیار ہوکر اسرارِ غیب سے ناواقف رہتا ہے اور پابندیِ افعال کی اذیت اُٹھاتا ہے۔ عارف اور

جاہل کی حالتیں ایک دوسرے کے برعکس ہیں +

क्व धनानि क्व मित्राणि क्व मे विषयदस्यवः ॥
क्व शास्त्रं क्व च विज्ञानं यदा मे गलिता स्पृहा ॥२॥

علم و تہذیب و تمدّن عشرت و دل بستگی
گم ہوئے جب بے تمنّائی مجھے حاصل ہوئی (۲)

شرح :- بیم و اُمید کا ترک نقشِ باطل کو مٹا دیتا ہے اور دیدارِ حق عطا کرتا ہے۔ علائقِ دُنیا سے رہائی پانے کا یہی وسیلہ ہے +

विज्ञाते साक्षिपुरुषे परमात्मनि चेश्वरे ॥
नैराश्ये बंधमोक्षेच न चिंता मुक्तये मम ॥३॥

واقفِ علمِ صفات و محرمِ اسرارِ ذات
بندۂ آزاد کے دل میں نہیں فکرِ نجات (۳)

شرح :- علمِ ذات کا چراغ روشن ہوتے ہی آرزوئے نجات کی تاریکی دُور ہو جاتی ہے اور فریبِ ہستی کھل جاتا ہے۔ ایسے علم کی تحصیل واجب ہے +

अंतर्विकल्पशून्यस्य वहिः स्वच्छंद चारिणः ॥
भ्रांतस्येव दशास्तास्तादृशा एव जानते ॥४॥

(۴) موجبِ جمعیتِ دل ہے مری وارفتگی میری حالت کو سمجھ سکتا ہے مجھ جیسا کوئی

شرح :- عارف کی زندگی میں ظاہری جذب اور باطنی سلوک پہلو بہ پہلو رہتے ہیں یعنی اُن میں باہمی مخالفت نہیں ہوتی۔ ایک عارف کی کیفیت کو دوسرا عارف سمجھ لیتا ہے۔ اہلِ دُنیا اُسکے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کرسکتے +

पंचदशं प्रकरणम्
तत्वोपदेशवर्णनम्

بابِ پانزدہم (۱۵)

علمِ عرفاں

अष्टावक्र उवाच

यथातथोपदेशेन कृतार्थः सत्वबुद्धिमान् ।
आजीवमपि जिज्ञासुः परस्तत्र विमुह्यति ॥१॥

ایک اشارہ مکتفی ہے مردِ عاقل کے لئے
عمر بھر تعلیم ناکافی ہے جاہل کے لئے (۱)

شرح: ۔مرشدِ کامل کے ایک اشارہ سے تیز فہم مرید کو علمِ عرفاں حاصل ہوتا ہے کند ذہن پر متواتر تعلیم بھی اپنا اثر نہیں دکھاتی ۔ اس لئے صفائے قلب میں کوشش کرنا ضروری ہے۔

मोक्षो विषयवैरस्यं बंधो वैषयिको रसः ।
एतावदेव विज्ञानं यथेच्छसि तथा कुरु ॥२॥

شوق و ترکِ شوق میں ہے رازِ قید و خلاصی
مجھ سے یہ سُن کے تو اب کر جیسی مرضی ہو تری (۲)

شرح :- شوقِ لذات سے اضطرابِ دل پیدا ہوتا ہے۔ ترکِ شوق کا نتیجہ سکُونِ دل ہے اور سکونِ دل میں نجات کا راز پنہاں ہے۔ اسلئے ترکِ شوق بام نجات کا پہلا زینہ ہے۔ یہ حاصلِ کلام ہے۔ اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا طالبِ نجات کے اختیار میں ہے ۔

वाग्मिप्राज्ञमहो द्योगं जनं मूकजडालसम्॥
करोति तत्त्वबोधोऽयमतस्त्यक्तो बुभुक्षुभिः॥३॥

دل زبان و تن کی صُحبت میں مُخل ہے علمِ ذات
(۳)
اس لئے نااہل کے نزدیک ہے وہ واہیات

شرح :- معرفت کے حاصل ہونے پر افعال سے دل بستگی نہیں رہتی گفت و شُنید کی خواہش مٹ جاتی ہے اور انانیت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اِن وجُوہات سے لذاتِ دُنیا کے طالب اُس علم کی تحصیل کو تضیع اوقات سمجھتے ہیں اور نظر انداز کرتے ہیں۔ اُن کی رائے میں حیاتِ انسانی کا ماحصل دنیوی کشمکش اور بحث و مُباحثہ ہے۔ ایسے لوگ رُوحانی ترقی نہیں کرسکتے ۔

न त्वं देहो न ते देहो भोक्ता कर्त्ता न वा भवान्॥
चिद्रूपोऽसि सदा साक्षी निरपेक्षः सुखं चर ॥४॥

جسم و پندارِ خودی فعل و جزا سے بے نیاز
(۴)
ہستئِ الطف ہے تیری بے تکلُف جاں نواز

شرح :- قالبِ عُنصری۔ زُعمِ خودی۔ اعمال اور ثمرہ یہ سب کثیف ہیں اس لئے رُوح کی لطافت میں اِن کا دخل نہیں ہے۔ کثافت سے لطافت

کی طرف رجوع کرنا روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

रागद्वेषौ मनोधर्मौ न मनस्ते कदाचन ॥
निर्विकल्पोऽसि बोधात्मा निर्विकारः सुखंचर ॥५॥

دل سرائے شوق و نفرت ہے تو دل سے دور ہے
تیری خلوت گاہ میں یکرنگ تیرا نور ہے (۵)

شرح:- شوق و نفرت کا تعلق دل سے ہے نہ کہ روح سے۔ دل فرع اور روح اصل ہے۔ فرع کو مدِ نظر رکھنا درست نہیں۔ اصل کی تلاش مناسب اور کافی ہے۔

सर्व भूतेषु चात्मानं सर्वभूतानि चात्मानि ॥
विज्ञाय निरहंकारो निर्ममस्त्वं सुखी भव ॥६॥

خود کو سب میں اور خود میں سب کی ہستی جان لے
بہرہ ور ہوؤں سراپا بیخودی کے لطف سے (۶)

شرح:- جملہ موجودات میں ذاتِ واحد جلوہ گر ہے اور ذاتِ واحد میں جملہ موجودات کی فنا ہے۔ یہ کثرت و وحدت کی یکجائی کا راز ہے۔ جو شخص اصولِ مساوات کو مانتا ہے وہ ترکِ خودی کی راہ سے راحتِ ابدی کی منزل پر پہنچتا ہے۔

विश्वं स्फुरति यत्रेदं तरंगा इव सागरे ॥
तत्त्वमेव न संदेहश्चिन्मूर्ते विज्वरो भव ॥७॥

موجِ دریا کی طرح تجھ میں نمایاں ہے جہاں
چشمِ دل کی آبیاری سے بجھا سوزِ نہاں (۷)

شرح:۔ بحرِ اعظم سے پیدا ہوئی امواج فنا پذیر ہیں۔ ایسے ہی ذاتِ مُطلق سے آشکارا ہستیاں بے ثبات ہیں۔ طالبِ صادق کو لازم ہے کہ وہ جُزد کُل کا امتیاز اپنی نظر سے دُور کر کے شُورشِ عقل سے برّیت حاصل کرے ٭

श्रद्धस्व तात श्रद्धस्व नात्र मोहं कुरुष्व भोः ॥

ज्ञानस्वरूपो भगवानात्मा त्वं प्रकृतेः परः ॥ ८ ॥

ذاتِ واحد کے یقیں سے دُور کر وہم دُوئی
(۸)
نُور ہے سایہ ہے تو لوثِ دورنگی سے بَری

شرح:۔ جُملہ صفات کو موہُوم جاننا اور ذاتِ واحد کو عینِ علم تسلیم کرنا فلسفۂ توحید کا خُلاصہ ہے ٭

गुणैः संवेष्टितो देहस्तिष्ठत्यायाति याति च ॥

आत्मा न गंता नागंता किमेनमनुशोचसि ॥ ९ ॥

پیکرِ تن کی صفت ہیں بُود ایجاد و فنا
(۹)
رُوح آتی ہے نہ جاتی تجھکو اسکی فکر کیا

شرح:۔ اجسام پیدا ہوتے ہیں۔ چندے قیام کرتے ہیں۔ آخر کار فنا ہو جاتے ہیں۔ یہ سب صفاتِ سہ گانہ کا مظاہرہ ہے۔ جان ایسے تغیّرات کے تابع نہیں۔ اس لئے مرگ و زیست کا خوف بے معنی ہے ٭

देहस्तिष्ठतु कल्पांतं गच्छत्वद्यैव वा पुनः ॥

क्व वृद्धिः क्व च वा हानिस्तव चिन्मात्ररूपिणः ॥ १० ॥

جسم ابھی معدوم ہو یا تا ابد قائم رہے
(۱۰) قلت و کثرت نہیں ہوتی خزانے میں ترے

شرح:- اجسام کثیر نظر آتے ہیں لیکن بے بُود ہیں - جان نظر نہیں آتی مگر واحد اور ہستِ مطلق ہے - اِس لئے جانداروں کی پیدائش و فنا سے رُوحِ اعظم کے خزانے میں کمی و بیشی نہیں ہوتی ۔

त्वय्यनंतमहांभोधौ विश्ववीचिः स्वभावतः ॥

उदेतु वास्तमायातु न ते वृद्धिर्न वा क्षतिः ॥११॥

تُو ہے بحرِ بیکراں تجھ میں کمی بیشی نہیں
(۱۱) موجِ عالم خواہ پیدا ہو کہیں پنہاں کہیں

شرح:- بحر کا خاصہ امواج پیدا کرنا ہے۔ ذات کا جوہر تخلیقِ عالم ہے۔ امواج کی عدم وجُود سے بحر کے حجم میں فرق نہیں آتا۔ مخلُوقات کی پیدائش و فنا سے ذات کی لاانتہائی میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔

तात चिन्मात्ररूपोऽसि न ते भिन्नमिदं जगत् ॥

अतः कस्य कथं कुत्र हेयोपादेय कल्पना ॥१२॥

کُل جہاں اے جانِ من معمُور ہے اک نُور سے
(۱۲) امتیازِ حق و باطل کیوں ستاتا ہے تجھے

شرح:- اے عزیز تُو یقین کر لے کہ تیرے نُور سے کائنات معمُور ہے کہیں ظُلمت کا دخل نہیں - اِس لئے خیالِ دوئی بےمعنی ہے ۔

एकस्मिन्नव्यये शांते चिदाकाशेऽमले त्वयि ॥
कुतो जन्म कुतो कर्म कुतोऽहंकार एव च ॥१३॥

تو ہے عینِ علم آزاد و قدیم و بے نشاں
(۱۳)
جسم و اعمال و خودی میں تیری پابندی کہاں

شرح:۔ جسم اعمال اور خودی کے مجموعہ کو مادی تثلیث کہتے ہیں بیخودی کا مقام اِس تثلیث سے بالاتر ہے اور منظرِ توحید کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں نظرِ غیریت نہیں رہتی یعنی اعمال کی ہستی مٹ جاتی ہے اور جسم کا احساس دُور ہو جاتا ہے +

यत्त्वं पश्यसि तत्रैकस्त्वमेव प्रतिभाससे ॥
किं पृथक् भासते स्वर्णात्कटकांगदनूपुरम् ॥१४॥

تجھ سے ہے معمور جو کچھ تجھ کو آتا ہے نظر
(۱۴)
مختلف شکلیں ہیں زیور کی طلا پر منحصر

شرح:۔ اے عزیز ظاہر و باطن کا فرق دل سے رفع کر جملہ ہستیوں کو مساوی مان لے۔ سونے کے ایک ڈلے سے مختلف زیور بنتے ہیں۔ مگر دراصل وہ سب سونا ہیں +

अयं सोऽहमयं नाहं विभागमिति संत्यज ॥
सर्वमात्मेति निश्चित्य निःसंकल्पसुखी भव ॥१५॥

لوحِ خاطر سے مٹا اب ہاں نہیں کا امتیاز
(۱۵)
قائلِ وحدت خیالِ شرک سے ہو بے نیاز

شرح :- ذات اور ما سوا کی تمیز سے اپنا دل پاک کرلے ۔ شرک کا وہم دور کردے پھر جو باقی رہے وہ تُو ہے ؎

तवैवाज्ञानतो विश्वं त्वमेकः परमार्थतः ॥
त्वत्तोऽन्यो नास्ति संसारी नासंसारी च कश्चन॥१६॥

علم میں واحد ہے لاعلمی میں تُو کثرت نما
(۱۶)
بے ہمہ و با ہمہ کوئی نہیں تیرے سوا

شرح :- جہل سے نیرنگی کا ظہور ہے اور علم میں اُس کی معدومیت اِسلئے کثرت و وحدت میں ذات کی ہستی مساوی ہے ؎

भ्रांतिमात्रमिदं विश्वं न किंचिदिति निश्चयी ॥
निर्वासनः स्फूर्तिमात्रो न किंचिदिव शाम्यति॥१७॥

ہیچ آتا ہے نظر جس وقت عالم کا وجُود
(۱۷)
عینِ راحت کی دل صافی میں ہوتی ہے نمُود

شرح :- جملہ موجُودات کا باطل ثابت ہونا فنا کی تعریف ہے ۔ یہ کیفیت خیال میں نہیں آسکتی اور زبان سے بیان نہیں کی جاسکتی ۔ اس کا نتیجہ سکُونِ قلب ہے جسے بقا کہتے ہیں ؎

एक एव भवांभोधावासीदस्ति भविष्यति ॥
न ते बंधोऽस्ति मोक्षो वा कृतकृत्यः सुखं चर॥१८॥

حال ماضی اور مستقبل میں ہے تُو لاشریک
(۱۸)
وہم اصل و فرع ہو سکتا نہیں تیرا شریک

شرح :- ذاتِ یکتا زمان و مکان کے تعیّنات سے بالا ہے۔ اِس لئے وُہ لا شریک کہلاتی ہے۔ اُس کی وحدت میں دوئی کا دخل نہیں ہے ۔

मा संकल्पविकल्पाभ्यां चित्तं क्षोभय चिन्मय ॥
उपशाम्य सुखं तिष्ठ स्वात्मन्यानंदविग्रहे ॥ १९ ॥

جذبۂ صُورت پرستی دُور کر جانِ جہاں
(۱۹)
جلوۂ معنی میں ہو محوِ سُرورِ جاوِداں !

شرح :- اے عزیز شک و شُبہ کو اپنے دل میں گنجائش نہ دے۔ کامل یقین رکھ کہ توکل جہان کی جان ہے۔ اس یقین کی برکت سے تجھے راحتِ جاوید حاصل ہو گی ۔

त्यजैव ध्यानं सर्वत्र मा किंचिद्धृदि धारय ॥
आत्मा त्वं मुक्त एवासि किं विमृश्य करिष्यसि ॥२०॥

مرکزِ وحدت پہ لا اپنا پراگندہ خیال
(۲۰)
ترکِ پندارِ خودی ہے صُورتِ کیفِ وصال

شرح :- اے عزیز کثرت کے ساز و سامان کو آتشِ توحید میں جلا دے۔ ایسی طریقت پر عامل ہونے سے تجھے سرورِ ابدی کا آبِ حیات ملیگا ۔

षोडशं प्रकरणम्

विशेषज्ञान वर्णनम्

باب شانزدہم (۱۶)

کیفِ بیخودی

अष्टावक्र उवाच ॥

आचक्ष्व शृणु वा तात नानाशास्त्राण्यनेकशः ॥

तथापि न तव स्वास्थ्यं सर्वविस्मरणादृते ॥ १॥

اشٹاوکر مُنی فرماتے ہیں

لاکھ تو ہو علمِ معقولات میں صاحب کمال

تیری تسکیں ہو نہیں سکتی بلا ترکِ خیال (۱)

شرح :- کُتبِ دینی کے پڑھنے اور علمائے دین کے وعظ سُننے سے طالبِ مغفرت کو تسکین حاصل نہیں ہوتی اسلئے واجب ہے کہ وہ ترک خُودی کے اصُول پہ کاربند ہو یعنی اعمال و ثمرہ سے بے تعلقی پیدا کرے علمیت کچھ اور شئے ہے بیخودی کچھ اور شئے ۔

भोग कर्म समाधिं वा कुरु विज्ञ तथापि ते ॥

चित्तं निरस्तसर्वाशमत्यर्थं रोचयिष्यति ॥२॥

دل سے گو دیر و حرم کی سیر تُو کرتا رہے
(۲)
رہنمائے ذات ہے ذوقِ فنا تیرے لئے

شرح:۔ مجذوب جلوہ ہائے ظاہر و باطن کو باطل جانکر اُن پر مفتوں نہیں ہوتا۔ وجہ یہ کہ وصال ذات کی طلب اُس کے دل میں ہر وقت بنی رہتی ہے۔ یہ جذب کی خصوصیت ہے +

आयासात्सकलो दुःखी नैनं जानाति कश्चन ॥
अनेनैवोपदेशेन धन्यः प्राप्नोति निर्वृतिम् ॥ ३॥

پُر مصائب ہے سراسر جاہلوں کی زندگی
(۳)
کوئی دانشمند رہتا ہے علائق سے بَری

شرح:۔ جہلا کی زندگی مُصیبت میں کٹتی ہے کہ وہ ترکِ خُودی کے اصُول کو نہ تو سمجھتے ہیں اور نہ اُس پر کاربند ہوتے ہیں۔ اہلِ دانش جن کی تعداد ہمیشہ قلیل ہوا کرتی ہے اس اصُول سے واقفیت رکھتے ہیں اور اُسے کام میں لاکر اپنی حیات آرام سے گزارتے ہیں +

व्यापारे खिद्यते यस्तु निमेषोन्मेषयोरपि ॥
तस्यालस्य धुरीणस्य सुखं नान्यस्य कस्यचित् ॥४॥

چشم کا بست و کشاد آزار دیتا ہے جسے
(۴)
ایسے انساں کے سوا دُنیا میں راحت ہے کسے

شرح:۔ کیفِ بیخودی اتنا دلکش ہے کہ بیخود کو آنکھ کا کھولنا اور بند کرنا بھی ناگوار ہوتا ہے۔ راحتِ جاں کے سامنے حظِ نفس کی کوئی وقعت نہیں ہے +

इदं कृतमिदं नेति द्वन्द्वैर्मुक्तं यदा मनः ॥
धर्मार्थकाममोक्षेषु निरपेक्षं तदा भवेत् ॥ ५ ॥

نیک و بداعمال سے بے لوث ہے جسکا خیال
ہیچ ہیں اُس کیلئے دُنیا و دیں ہجر و وصال (۵)

شرح:۔ امر و نہی کا امتیاز دل کی پابندی کا موجب ہے۔ چنانچہ اس کے دُور کرنے پر خوفِ سزا اور اُمیدِ جزا کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور فرقت و وصال کا فرق ہٹ جاتا ہے ۔

विरक्तो विषयद्वेष्टा रागी विषयलोलुपः ॥
ग्रहमोक्षविहीनस्तु न विरक्तो न रागवान् ॥ ६ ॥

نفس پرور اہلِ دُنیا نفس کُش ہیں اہلِ دیں
دین و دُنیا پر توجہ اہلِ عرفاں کی نہیں (۶)

شرح:۔ طالبِ دُنیا دُنیوی تعلّقات سے اُنس رکھتا ہے۔ طالبِ عُقبےٰ دُنیا اور اس کے عیش و آرام سے نفرت کرتا ہے۔ عارف کسی شے سے بھی رغبت اور نفرت نہیں کرتا۔ اس کا نقطۂ نظر ان دونوں سے علیحدہ ہے ۔

हेयोपादेयता तावत्संसारविटपाङ्कुरः ॥
स्पृहा जीवति यावद्वै निर्विचारदशास्पदम् ॥ ७ ॥

پُر ہے تخمِ جہل سے جس وقت تک قلبِ بشر
شوق و نفرت سے نمو پاتا ہے عالم کا شجر (۷)

شرح:۔ مزرعہ دل میں جہل کا تخم شوق و نفرت کی آبپاشی سے شجرِ عالم

کی صُورت اختیار کرتا ہے۔ طالبِ صادق کو ایسی آبپاشی کا بند کرنا واجب ہے۔

प्रवृत्तौ जायते रागो निवृत्तौ द्वेष एव हि ॥
निर्द्वन्द्वो बालवद्धीमानेवमेव व्यवस्थितः ॥८॥

ترکِ شکلِ دُشمنی ہے اخذ رنگِ دوستی
بالغِ معصُوم ہے جس کی تمنا ہٹ گئی (۸)

شرح :- معصُوم بچہ نیکی و بدی کا فرق نہیں جانتا۔ اور دوست و دُشمن میں تمیز نہیں کرتا۔ ایسے ہی عارف اعمال کے ترک و اخذ سے واسطہ نہیں رکھتا یعنی اُمید و بیم کا پابند نہیں ہوتا۔

हातुमिच्छति संसारं रागी दुःखजिहासया ॥
वीतरागो हि निर्दुःखस्तस्मिन्नपि न खिद्यति ॥९॥

غم سے چھٹکارے کا خواہشمند دُنیا دار ہے
عارفِ بے آرزو دُنیا میں بے آزار ہے (۹)

شرح :- دُنیادار تکلیف پاکر دُنیا سے بچنا چاہتا ہے۔ مجذُوب کو ترکِ آرزو سے آرام مُیسر ہوتا ہے۔ وہ نہ تو کسی کو آزار دیتا ہے اور نہ خود آزار اُٹھاتا ہے۔

यस्याभिमानो मोक्षेऽपि देहेऽपि ममता तथा ॥
न च ज्ञानी न वा योगी केवलं दुःखभागसौ ॥१०॥

جس کو زعمِ ترک بھی ہے جسم کا پندار بھی
عالم و عامل نہیں کمبخت ہے وہ آدمی (۱۰)

شرح :- تارک جب زعمِ ترک کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عالم یا عامل

ہونے کا دعوے کرتا ہے لیکن اُس کا یہ دعوے غلط ہے کہ دراصل ایسا شخص راہِ راست سے آوارہ اور کم نصیب ہے۔ اصلی تارک وہی ہے جو ایثارِ نفسی کے اصُول پر عمل کرتا ہے۔

हरो यद्युपदेष्टा ते हरिः कमलजोऽपि वा ।

तथापि न तव स्वास्थ्यं सर्वविस्मरणादृते ॥११॥

حاملانِ عرش گو آئیں سُنائیں عرش کی

تو نہیں آزاد ہو سکتا بلا ترکِ خُودی (١١)

شرح:۔ حصُولِ نجات کے لئے ترکِ خودی لازمی ہے۔ معقولات اور منطق سے یہاں کام نہیں چلتا۔

ترکِ خودی کی طریقت کو اصطلاحِ صوفیہ میں راہِ فنا کہتے ہیں۔

सप्तदशं प्रकरणम्

तत्वज्ञस्वरूप वर्णनम्

باب ہفدہم (۱۷)

اِستغنا

अष्टावक्र उवाच

तेन ज्ञानफलं प्राप्तं योगाभ्यासफलं तथा ॥

तृप्तः स्वच्छेन्द्रियो नित्यमेकाकी रमते तु यः ॥१॥

اشٹاوکر منی فرماتے ہیں

پاکباز و صابر و عزلت گزیں ہے جو بشر
ہو گیا حاصل اُسے علم و ریاضت کا ثمر (۱)

شرح :- طائر روح کے دو بازو علم اور عمل ہیں اور اس کی طاقتِ پرواز کا نام عشق ہے۔ ان کے وسیلہ سے وہ قفسِ تن سے آزاد ہو کر فضائے ہستی کی سیر کرتا ہے۔ ایسے رُوحانی عروج پر وصال کی اصطلاح صادق آتی ہے اور ایسے اہلِ کیف کی شناخت اُن کے تین اوصاف سے ہو سکتی ہے۔ جنہیں رضا کاری۔ سکونِ قلب اور وحدت شناسی کہتے ہیں +

न कदाचिज्जगत्यस्मिन् तत्त्वज्ञो हंत खिद्यति॥
यत एकेन तेनेदं पूर्णं ब्रह्मांडमंडलम् ॥ २॥

نیش کلفت ایسے عارف کیلئے ہے بے اثر
(۲)
جسکی آسودہ نظر حاوی ہے کائنات پر

شرح:۔ موحد کے یقین میں وہم دوئی کا دخل نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنی زندگی میں راحتِ دائمی کا حصہ دار ہے۔

नजातु विषयाः केऽपि स्वारामं हर्षयंत्यमी ॥
सल्लकीपल्लवप्रीतमिवेभं निंबपल्लवाः ॥ ३॥

محوِ کیفِ ذات کو لذات کی پروا نہیں
(۳)
میٹھی کونپل کھا کے ہاتھی نیم پر گرتا نہیں

شرح:۔ کوئی اہلِ نظر روحانیت کا لطف حاصل کرکے حظِ نفسانی کی طرف مائل نہیں ہوتا جیسے کوئی ہاتھی میٹھی اور نازک کونپلوں کا مزا چکھ کر درختِ نیم کے کڑوے اور سخت پتوں پر منھ نہیں مارتا۔ یہ تشبیہ باوجود اپنی سادگی کے خاص نوعیت رکھتی ہے۔

यस्तु भोगेषु भुक्तेषु न भवत्यधिवासिता ॥
अभुक्तेषु निराकांक्षी तादृशो भवदुर्लभः ॥ ४॥

ہستی کمیاب ہے دنیا میں وہ مردِ غنی
(۴)
حسرت و ارماں سے جسکے دل کو فرصت ملگئی

شرح:۔ ایسا شخص دنیا میں شاذ و نادر نظر آتا ہے جس کے [illegible] موجودہ

آرام کی مداومت اور آئندہ آسائش کے ملنے کا خیال نہ آتا ہو۔

बुभुक्षुरिह संसारे मुमुक्षुरपि दृश्यते ॥
भोगमोक्षनिराकांक्षी विरलो हि महाशयः ॥ ५॥

دین و دنیا کے پرستاروں کی کچھ گنتی نہیں
(۵)
تارکِ دنیا و دیں مشکل سے ملتا ہے کہیں

شرح:- دنیا اور نجات کے طالب ہر جگہ ملتے ہیں لیکن بے تمنا انسان ہمیشہ کمیاب ہے۔

धर्मार्थकाममोक्षेषु जीविते मरणे तथा ॥
कस्याप्युदारचित्तस्य हेयोपादेयता न हि ॥ ६॥

کفر و ایمان، انتظار و وصل، موت و زندگی
(۶)
ہیں یکساں جس کی نگاہوں میں ہے وہ عالی ہمتی

شرح:- دنیا و دیں، بندھ و نجات اور مرگ و زیست کے خیالات سے دل کو پاک کر لینا آسان نہیں۔ اس لئے سیر چشم انسان بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔

वांछा न विश्वविलये न द्वेषस्तस्य च स्थितौ ॥
यथा जीविकया तस्मात् धन्य आस्ते यथासुखम् ॥७॥

نیستی ہستی کی نظر میں گردشِ بود و نشا
(۷)
ایسا اعلیٰ شخصیت ہے وقفِ تسلیم و رضا

شرح:- وہ اصلی ذات اس دنیا کے قیام و فنا سے سروکار نہیں رکھتا۔ یعنی

تسلیم و رضا کی راہ پر چلتا ہے۔ اُس کی پاک زندگی اہلِ دُنیا کے لئے برکت ثابت ہوتی ہے ٭

कृतार्थोऽनेन ज्ञानेनेत्येवं गलितधीः कृती ॥
पश्यन् शृण्वन् स्पृशन् जिघ्रन्नश्नन्नास्ते यथासुखम् ॥८॥

رازدارِ کیفِ باطن تارکِ زعمِ خودی
(۸)
قرضۂ فطرت ادا کرتا ہے بے دلبستگی

شرح:۔ سالک کا ضمیر علمِ ذات سے روشن رہتا ہے۔ اِس لئے جملہ اعمال اُس کی پابندی کا سبب نہیں ہوتے۔ یہ صفائے قلب کی تعریف ہے ٭

शून्या दृष्टिर्वृथा चेष्टा विकलानीन्द्रियाणि च ॥
न स्पृहा न विरक्तिर्वा क्षीणसंसारसागरे ॥ ९॥

دل حواس و تن کی رعنائی پہ جو شیدا نہیں
(۹)
ایسے عارف کیلئے بحرِ جہاں پیدا نہیں

شرح:۔ سالک کے تمام افعال بےغرضانہ سرزد ہوتے ہیں اس لئے اُس کے احساس کچھ معنی نہیں رکھتے۔ اور اُس کا دل کسی طرف نہیں دوڑتا۔ ایسے شخص کو دریائے فنا سے عبور حاصل ہے ٭

न जागर्ति न निद्राति नोन्मीलति न मीलति ॥
अहो परदशा क्वापि वर्तते मुक्तचेतसः ॥ १० ॥

جاگنا۔ سونا۔ پلک کا بند کرنا۔ کھولنا
(۱۰)
اِن سے بیگانہ ہے کیفِ بیخودی مجذوب کا

شرح :- خواب و بیداری کی حالتوں اور چشم کے بست و کشاد کے فعلوں سے واصلِ ذات کا سرور بے تعلق رہتا ہے۔ اُس کی ہستی عجیب و غریب ہوا کرتی ہے۔

सर्वत्र दृश्यते स्वस्थः सर्वत्र विमलाशयः ॥
समस्तवासनामुक्तो मुक्तः सर्वत्र राजते ॥ ११॥

صبر و تسکین و رضا کاری سے ہے جو بہرہ ور
(۱۱)
ذات کا جلوہ اُسے ہر سمت آتا ہے نظر

شرح :- عارف ہر شے کو نظرِ مساوات سے دیکھتا ہے۔ وہ کسی قسم کے جذبات سے پریشان نہیں ہوتا اور جسمانی آسائش اور تکلیف میں یکساں رہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اُس کے یقین میں ذاتِ واحد محیط ہے اور اُس کے سوا کوئی ہستی نہیں ؞

पश्यन् शृण्वन् स्पृशन् जिघ्रन्नश्नन्गृह्णन्वदन्व्रजन्॥
ईहितानीहितैर्मुक्तो मुक्त एव महाशयः ॥ १२ ॥

اپنا اپنا کام گو کرتے رہیں سارے حواس
(۱۲)
شوق و نفرت سے جُدا رہتا ہے مردِ خود شناس

شرح :- حواس علمی و فعلی کا کام آخری دم تک بند نہیں ہوتا۔ کہ یہ سب بشر کا خاصہ طبعی ہیں ایسے کارخانے سے دلبستگی نہ رکھنا عارف کا شیوہ ہے ؞

न निंदति न च स्तौति न हृष्यति न कुप्यति ॥
न ददाति न गृह्णाति मुक्तः सर्वत्र नीरसः ॥ १३ ॥

رنج و راحت اختیار و ترک ہجو و مدح پر
(۱۳)
عارفِ کامل کو حاصل ہے مساواتِ نظر

شرح:- اہلِ کمال آسائش میں خوش اور تکلیف میں رنجیدہ نہیں ہوتا۔ اُس کی نظر میں کامیابی اور ناکامی مساوی ہیں۔ وہ نہ تو کسی کی تعریف یا بد گوئی کرتا ہے اور نہ کسی کی زبان سے اپنی تعریف یا بدگوئی سُنکر رضامند یا ناراض ہوتا ہے۔

सानुरागां स्त्रियं दृष्ट्वा मृत्युं वा समुपस्थितम् ॥
अविह्वलमनाः स्वस्थो मुक्त एव महाशयः ॥१४॥

منظرِ آغوشِ جاناں ہو کہ خطرہ جان کا
اہلِ دل رہتا ہے دونوں حالتوں میں ایکسا (۱۴)

شرح:- کسی حسین عورت کو دیکھکر عارف کے دل میں جذبۂ شوق پیدا نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے وہ خود کو قریبُ المرگ جان کر نہیں گھبراتا۔ دونوں صورتوں میں اُس کا استقلال قائم رہتا ہے۔

सुखे दुःखे नरे नार्यां संपत्सु च विपत्सु च ॥
विशेषो नैव धीरस्य सर्वत्र समदर्शिनः ॥१५॥

مرد و زن تکلیف و راحت دولت و افلاس سے
لغزشِ پا سے مُبرّا ہے مُوحّد کی نظر (۱۵)

شرح:- عارف ہر شے میں ذات کا جلوہ مُشاہدہ کرتا ہے اس لئے جُملہ تعصّبات سے بری رہتا ہے۔

न हिंसा नैव कारुण्यं नौद्धत्यं न च दीनता ।
नाश्चर्यं नैव च क्षोभः क्षीणसंसरणे नरे ॥१६॥

تارکُ الدُّنیا نہیں رکھتا کچھ اِن سے سروکار
(۱۶)
رحم و بیرحمی سلوک و جذب، زُعم و انکسار

شرح:- مذکورہ بالا جذبات سے دل کا پاک کر لینا ترکِ دُنیا کے مُترادف ہے۔

न मुक्तो विषयद्वेष्टा न वा विषयलोलुपः ॥
असंसक्तमना नित्यं प्राप्ताप्राप्तमुपाश्नुते ॥१७॥

جو نہ تارک ہے نہ شائق دُنیوی لذّات کا
(۱۷)
انقلابِ دہر سے ایمن ہے وہ اہلِ صفا

شرح:- شوق و نفرت کی معدومیت کو سکونِ دل کہتے ہیں۔ جسے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ وہ گردشِ زمانہ سے تکلیف نہیں پاتا +

समाधानासमाधानहिताहितविकल्पना ॥
शून्यचित्तो न जानाति कैवल्यमिव संस्थितः ॥१८॥

جلوہ وحدت نما میں محو ہے جس کا خیال
(۱۸)
کیا نظر آئیں اُسے سُود و زیاں ہجر و وصال

شرح:- نظرِ دوئی کی موجودگی میں جذب و سُلوک اور وصل و فُرقت کی تمیز ہی رہتی ہے مگر محویت اُسے معدوم کر دیتی ہے +

निर्ममो निरहंकारो न किंचिदिति निश्चितः ॥
अंतर्गलितसर्वाशः कुर्वन्नपि करोति न ॥१९॥

بیخودی بے واسطہ و بے تمنّا آدمی
(۱۹)
حلقۂ اعمال میں رہتا ہے قید سے بری

شرح:۔ موحد کی نگاہ خودی اور خُدائی کے غُبار سے پاک رہا کرتی ہے اِس لئے وہ حرص وہوا میں مبتلا نہیں ہوتا۔ وہ باوجود کارِ دُنیا میں مصروف ہونے کے اعمال کے نتائج سے بے تعلّق رکھتا ہے +

मनः प्रकाशसंमोहस्वमजाड्यविवर्जितः ।

दशां कामपि संप्राप्तो भवेद्गलितमानसः ॥२०॥

ہوش وبیہوشی سے بالاتر ہے جس کی زندگی
(۲۰)
دل چلوں کی عقل سے باہر ہے اُسکی بیدلی

شرح:۔ عارف کی روشن دلی پر بیداری وغفلت نثار ہیں اُس کی کیفیت کا بیان آرزومند اشخاص کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ دُنیا میں ایسی ہستی نادر ہُوا کرتی ہے +

अष्टादश प्रकरणम्

प्रशम वर्णनम्

यस्य बोधोदये तावत्स्वप्नवद्भवति भ्रमः ।

तस्मै सुखैकरूपाय नमः शांताय तेजसे ॥१॥

اشٹاوکر جی فرماتے ہیں

خواب ہے جس کی نگاہِ معتبر میں یہ جہاں

قابلِ تعظیم ہے وہ سالکِ راحت نشاں (۱)

شرح:- دیدارِ ذات کی تفسیر اتنی ہے عین علم۔ عین سُرور اور عین ہستی جنہیں وہ دیدار حاصل ہے وہ دُنیا کو باطل سمجھتے ہیں۔ ایسی نادر ہستیوں کی جتنی عزت و توقیر کی جائے کم ہے کہ اُن کی رُوحانیت کی ارتقا حیطۂ بیاں سے باہر ہے +

अर्जयित्वाऽखिलानर्थान् भोगानाप्नोति पुष्कलान् ।

न हि सर्वपरित्यागमंतरेण सुखी भवेत् ॥२॥

بُوالہوس کے واسطے ہے عشرتِ ناپائدار
(۲)
راحتِ جاوید کا ہے بیخودی پر انحصار

شرح:۔ خوددار کو جو عیشِ دُنیا نصیب ہوتا ہے اُس میں پائداری نہیں ہے۔ ترکِ خودی کے فیض سے جو آرام میسّر ہوتا ہے وہ لاجُنب اور ابدی ہے؂

कर्त्तव्यदुःखमार्तंडज्वालादग्धांतरात्मनः।

कुतः प्रशमपीयूषधारासारमृते सुखम्॥३॥

طالبانِ ثمرۂ اعمال کا سوزِ دروں
(۳)
کم نہیں ہوتا کبھی بے بارشِ آبِ سکوں

شرح:۔ جزا و سزا کا اندیشہ جب تک دل سے دُور نہیں ہوتا اطمینان کی صُورت پیدا نہیں ہوتی۔ بیم و اُمید کی آتش سینہ کو جلاتی ہے اسکے بُجھانے کا واحد طریقہ علمِ ذات سے آبپاشی ہے؂

भवोऽयं भावनामात्रो न किंचित्परमार्थतः।

नास्त्यभावः स्वभावानां भावाभावविभाविनाम्॥४॥

یہ جہاں وہمِ نظر ہے درحقیقت کچھ نہیں
(۴)
ایک ذاتِ لاتعیّن جلوہ گر ہے ہر کہیں

شرح:۔ فریبِ نظر کے رفع ہونے پر عالمِ کثرت معدُوم ہوجاتا ہے پھر بھی شانِ وحدت جو ذاتِ پاک کا جوہر ہے باقی رہتی ہے؂

न दूरं न च संकोचाल्लब्धमेवात्मनः पदम्।
निर्विकल्पं निरायासं निर्विकारं निरंजनम्॥५॥

قربت و دوری سے وابستہ نہیں کیفِ وصال
(۵)
بے نشان و بے زیاں بے لوث و بہتر از خیال

شرح :- جلوۂ ذات کا قُرب و بُعد سے تعلّق نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ اور ہر جگہ موجود ہے اور ساتھ ہی پوشیدہ ہے۔ عقل ایسے جلوے میں قُرب و بُعد کا امتیاز کرتی ہے اور کسی نشان کو مدِمُقابل ٹھہراتی ہے۔ دراصل بے نشان کا سُراغ لگانا اُس کی طاقت سے باہر ہے۔ وہاں تو فقط الہام کی رسائی ہے ۔

व्यामोहमात्रविरतौ स्वरूपादानमात्रतः
वीतशोका विराजंते निरावरणदृष्टयः॥६॥

عارفِ روشن نظر محوِ سرورِ جاوداں
(۶)
تارکِ رنج و الم ہے زینتِ بزمِ جہاں

شرح :- جس وقت چشمِ دل کے سامنے سے جہل کا پردہ ہٹ جاتا ہے علمِ ذات کا نُور آشکارا ہوتا ہے۔ ایسا دیدار عارف کے لئے مخصوص ہے ۔ اُس کی پاک ہستی سے طالبانِ نجات کو علمِ ذات کا فیض پہنچتا ہے ۔

समस्तं कल्पनामात्रमात्मा मुक्तः सनातनः
इति विज्ञाय धीरो हि किमभ्यस्यतिवालवत्॥७॥

(۷) نقطۂ وحدت میں تصویرِ جہاں معدوم ہے   جس نے یہ سمجھا وہ بالغ ہے مگر معصوم ہے

شرح :- بچہ سوتا اور جاگتا۔ کھاتا اور کھیلتا ہے اِس سے زائد اُسکی ضروریات نہیں ہوتیں۔ بالفاظِ دیگر وہ جو کچھ کرتا ہے اُس میں عذاب وثواب کا دخل نہیں ہوتا۔ عارف وہمِ کثرت کو یقینِ وحدت میں فنا کردیتا ہے اِس لئے اُس کی دُنیا بھی اُتنی ہی چھوٹی ہوتی ہے +

आत्मा ब्रह्मेति निश्चित्य भावाभावौ च कल्पितौ।
निष्कामः किं विजानाति किं ब्रूते च करोति किम्।।८।।

جان لینا حق کو حق بُود و فنا کو واہمہ
دل زبان و جسم سے ہے مُخلصی کا راستہ (۸)

شرح :- رُوحِ منفرد اور رُوحِ اعظم کی احدیت تسلیم کرنا اور غیب وشہود کی دورنگی سے نظر اُٹھا لینا معرفت کا لُبِ لُباب ہے۔ جو بشر دل زبان اور تن کے افعال سے بے تعلّق ہو کر حیاتِ ابدی حاصل کرتا ہے اُسے واصلِ ذات کہتے ہیں +

अयं सोऽहमयं नाहमिति क्षीणा विकल्पनाः।
सर्वमात्मेति निश्चित्य तूष्णींभूतस्य योगिनः।।९।।

انکشافِ رازِ وحدت کا اثر ہے خامشی
یار اور اغیار کی تمیز سے بیگانگی (۹)

شرح :- علمِ ذات جُملہ واہمات کو دُور کرتا ہے۔ اور زبان کے گھوڑے پہ خاموشی کی لگام چڑھاتا ہے۔ ایسی حالت میں عارف من و تو کے امتیاز سے دل کو پاک رکھکر سُرورِ باطنی میں مُنہمک رہتا ہے +

न विक्षेपो न चैकाग्र्यं नातिबोधो न मूढता ।
न सुखं न च वा दुःखमुपशांतस्य योगिनः ॥१०॥

شادی و غم ہوش و بیہوشی سکون و اضطراب
(۱۰)
رازدارِ مغفرت کو کر نہیں سکتے خراب

شرح :- کیفِ وصال میں رنج و خوشی۔ بیداری و غفلت۔ پریشانی واطمینان کا فرق دُور ہو جاتا ہے ۔

स्वराज्ये भैक्ष्यवृत्तौ च लाभालाभे जने वने ।
निर्विकल्पस्वभावस्य न विशेषोऽस्ति योगिनः ॥११॥

شہر و ویرانہ۔ فلاح و مفلسی۔ سُود و زیاں
(۱۱)
دیدۂ عشاق میں ایسی دورنگی ہے کہاں

شرح :- واصلوں کی نظر خلوت و جلوت۔ دولت و افلاس۔ نفع و نقصان کے اتضاد سے پاک رہتی ہے ۔

क्व धर्मः क्व च वा कामः क्व चार्थः क्व विवेकता ।
इदं कृतमिदं नेति द्वंद्वैर्मुक्तस्य योगिनः ॥१२॥

دین و دُنیا۔ شوق و نفرت۔ نیک و بد کا امتیاز
(۱۲)
ایسی تفہیم دوئی سے ہے موحد بے نیاز

شرح :- موحد دُنیا و عقبےٰ سے وابستگی نہیں رکھتا کہ اُس کے نزدیک نیکی و بدی دونوں ہیچ ہیں اور شوق و نفرت بے معنی۔ المختصر وہ جُملہ تعلقات سے آزاد رہتا ہے ۔

कृत्यं किमपि नैवास्ति न कापि हृदि रंजना।
यथाजीवनमेवेह जीवन्मुक्तस्य योगिनः॥ १३॥

وہ نہ پابندِ شریعت ہے نہ دعویدار ہے
اہلِ استغنا کی راہِ زندگی ہموار ہے (۱۳)

شرح:۔ سالک کا ضمیر اعمال و ثمرہ کے نشیب و فراز سے بے تعلق رہتا ہے۔اس لئے اُس کی نگاہ میں ساری دُنیا درجۂ مساوات رکھتی ہے ؞

क मोहः क च वा विश्वं क तद्ध्यानं क मुक्तता।
सर्वसंकल्पसीमायां विश्रांतस्य महात्मनः॥ १४॥

عقل کی سرحد سے باہر ہے مقامِ عاشقاں
ہوش و غفلت وصل و فرقت کا نہیں جھگڑا وہاں (۱۴)

شرح:۔ صفاتی تعیُّنات سے بری ہونے پر بشر کو علمِ ذات مُیسّر ہوتا ہے

येन विश्वमिदं दृष्टं स नास्तीति करोतु वै।
निर्वासनः किं कुरुते पश्यन्नपि न पश्यति॥१५॥

جس کو آتی ہے نظر دُنیا کو چھوڑے گا وُہی
محوِ نظّارہ کو کیونکر آرزو ہو ترک کی (۱۵)

شرح:۔ سالک کا اصولِ زندگی ترکِ ترک ہوا کرتا ہے اور نفی کی نفی اثبات کے برابر ہے ؞

येन दृष्टं परं ब्रह्म सोऽहं ब्रह्मेति चिंतयेत्।
किं चिंतयति निश्चिंतो द्वितीयं यो न पश्यति॥१६॥

دعوئے دیدارِ حق کا شِرک دیتا ہے جواب
(۱۶)
کیا موحّد کی نظر کے سامنے آئے حجاب

شرح:۔ خدائی کا دعوئے شرک کی دلیل ہے۔ موحّد کا ضمیر شرک سے آلودہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ ایسا کلام زبان پر نہیں لاتا۔

द्रष्टो येनात्मविक्षेपो निरोधं कुरुते त्वसौ ।

उदारस्तु न विक्षिप्तः साध्याभावात्करोति किम् १७

ضبط سے گو دُور ہوتی ہے پریشاں خاطری
(۱۷)
مدّعا حاصل ہے جسکو کیوں بنے وہ مدّعی

شرح:۔ اضطرابِ دل کا رفع ہونا سعیِ ضبط پر موقوف ہے لیکن جس دل میں اطمینان موجود ہے وہ ایسی کوشش کا محتاج نہیں ہوتا۔

धीरो लोकविपर्यस्तो वर्त्तमानोऽपि लोकवत् ।

न समाधिं न विक्षेपं न लेपं स्वस्य पश्यति ॥ १८॥

اہلِ دل دُنیا میں رہکر مبتلائے غم نہیں
(۱۸)
اُس کی چشمِ مست میں آثارِ کیف و کم نہیں

شرح:۔ عارف کے اطمینان میں کمی و بیشی کا دخل نہیں ہے۔ اس لئے وہ رسمِ دُنیا ادا کرتا ہوا پریشان نہیں ہوتا۔

भावाभावविहीनो यस्तृप्तो निर्वासनो बुधः ।

नैव किंचित्कृतं तेन लोकदृष्ट्या विकुर्वता ॥ १९॥

(۱۹) بے تعلق ہو گیا جو ثمرۂ اعمال سے گردشِ قسمت میں حاصل ہے سکونِ دل اُسے

شرح:- بیم و اُمید کا ترک انسان کو گردشِ اعمال کے اثر سے محفوظ رکھتا ہے +

प्रवृत्तौ वा निवृत्तौ वा नैव धीरस्य दुर्ग्रहः ।
यदा यत्कर्तुमायाति तत्कृत्वा तिष्ठतः सुखम् ॥२०॥

کیوں رکھے وہ کاروبیکاری سے رسم دوستی
(۲۰)
جسکو حاصل ہے رضا کاری میں لُطفِ زندگی

شرح:- مردِ کامل تسلیم و رضا کے اصُول پر کاربند ہوکر مطمئن رہتا ہے یعنی اُسکے دل میں نہ تو کاروبارِ دنیوی کا شوق ہوتا ہے اور نہ ترک کرنے کی خواہش ہوتی ہے

निर्वासनो निरालंबः स्वच्छंदो मुक्तबंधनः ।
क्षिप्तः संस्कारवातेन चेष्टते शुष्कपर्णवत् ॥२१॥

پاک ہے خودداریوں سے زندگیِ عارفاں
(۲۱)
مثلِ برگِ خشک دوشِ بادِ فطرت پر رواں

شرح:- بیخودی کی حالت میں عارف کی زندگی نظامِ فطرت کے تابع ہوتی ہے جسمیں اعمال و ثمرہ کا باہمی تعلق موجود ہے اور جس سے کوئی ہستی مستثنےٰ نہیں ہے پھر بھی بیخود کی بےخودحالی آزادی میں فرق نہیں آتا۔ مُصنف ایسے شخص کی مثال ایک سُوکھے پتّے سے دیتا ہے جو ہوا کے زور سے زمین پر گرجاتا ہے اور پھرتا ہے۔ اس مثال کی مُناسبت قابلِ غور ہے +

असंसारस्य तु क्वापि न हर्षो न विषादता ।
स शीतलमना नित्यं विदेह इव राजते ॥२२॥

معرفت کے فیض سے جو زندۂ جاوید ہے
(۲۲)
عالمِ رنج و خوشی اُس کے لئے ناپید ہے

شرح:۔ راحتِ ابدی انسان کی منزلِ مقصود ہے۔ جو کوئی وہاں قیام پذیر ہے اُسکی نظر میں احساس و جذبات کی دُنیا معدُوم ہے +

कुत्रापि न जिहासास्ति नाशो वापि न कुत्रचित्।
आत्मारामस्य धीरस्य शीतलाच्छतरात्मनः॥२३॥

سالکِ باطن نگر صدق و صفا سے بہرہ ور
(۲۳)
حسرت و ارماں کی دار و گیر سے ہے بے خطر

شرح:۔ کیفِ وصال کی موجودگی میں خوف و تمنا عارف کے دل میں مُخل نہیں ہوتے +

प्रकृत्या शून्यचित्तस्य कुर्वतोऽस्य यदृच्छया।
प्राकृतस्येव धीरस्य न मानो नावमानिता।२४।

پیروِ حکمِ ازل جاگیر دارِ بے خودی
(۲۴)
عزّت و توہین کی پروا نہیں کرتا کبھی

شرح:۔ خوددار کو عزّت و توہین کی پروا ہوتی ہے۔ بیخود ان دونوں کو مساوی جانتا ہے +

कृतं देहेन कर्मेदं न मया शुद्धरूपिणा ।
इति चिंतानुरोधी यः कुर्वन्नपि करोति न।२५।

(۲۵) تن کے فعلوں سے ہمیشہ جان ہستی ہی جُدا جسنے یہ باور کیا قیدِ عمل سے چھُٹ گیا

شرح:۔ جسمانی قیود سے رُوح کو بری ماننا وسیلۂ مغفرت ہے۔

अतद्वादीव कुरुते न भवेदपि बालिशः ।
जीवन्मुक्तः सुखी श्रीमान् संसरन्नपि शोभते ।२६।

جس کی آزادی نہیں پروردۂ دیوانگی
دہر میں ہشیار رہتا ہے وہ مستِ بیخودی (۲۶)

شرح:۔ عارف مست رہتا ہے لیکن اُس کا کیف دیوانوں کی بیہوشی نہیں ہوتا۔ دیوانہ دُنیا میں ناکارہ ہو جاتا ہے۔ مگر وہ دُنیا کے سب کام ہوشیاری کے ساتھ کرتا ہے۔

नानाविचारसुश्रांतो धीरो विश्रांतिमागतः ।
न कल्पते न जानाति न शृणोति न पश्यति ।२७।

سالکِ مسرور فارغ ہے غمِ افکار سے
گوش و چشم و عقل و دل کے جُملہ کاروبار سے (۲۷)

شرح:۔ بیخود کے دل کو جذبات نہیں ستاتے اور اُسکی عقل کو تفکرات تیرہ نہیں کرتے وہ حواسِ خمسہ کے فعلوں سے بھی متاثر نہیں ہوتا۔

असमाधेरविक्षेपान्न मुमुक्षुर्न चेतरः ।
निश्चित्य कल्पितं पश्यन्ब्रह्मैवास्ते महाशयः ।२८।

کیا ہو وہ بیتابِ ہجراں لطف اندوزِ وصال
جس کی نظروں میں یہ دُنیا ہے طلسماتِ خیال (۲۸)

شرح:۔ دیدارِ حق کا طالب اپنی توجہ یکسو کرنے کے لئے کسی شغل کا پابند ہوتا ہے

جسے یہ دیدار میسّر ہے وہ اشغال کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ ایسے شخص کی نگاہ عالم کی دورنگی سے پاک ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ دُنیادار نہیں کہا جا سکتا۔ المختصر عارف عالمِ ظاہری کو باطل جانکر کیفِ باطنی میں مست رہتا ہے۔

यस्यांतः स्यादहंकारो न करोति करोति सः।
निरहंकारधीरेण न किंचिद्धि कृतं कृतम्॥२९॥

جاہلِ خودکام بیکاری میں بھی ہے ذمّہ وار
(۲۹)
ذمّہ داری سے بری ہے عارفِ مصروفِ کار

شرح:۔ ذمّہ داری کا سبب زعمِ خودی ہے جو بیکاری میں بھی بنا رہتا ہے۔ تارکِ خودی دُنیا کے کاروبار میں مصروف رہکر ذمّہ دار نہیں ہوتا۔

नोद्विग्नं न च संतुष्टमकर्तृत्वमदवर्जितम्।
निराशं गतसंदेहं चित्तं मुक्तस्य राजते॥३०॥

اہلِ دل رہتا ہے زعمِ فاعلیّت سے جُدا
(۳۰)
فکر و خوشی میں یکساں اور بے بیم و رجا

شرح:۔ اضطراب و سکون اور خوف و تمنا کا نقش صفحۂ دل سے مٹ جانا بیخودی کی تفسیر ہے۔

निर्ध्यातुं चेष्टितुं वापि यच्चित्तं न प्रवर्त्तते।
निर्निमित्तमिदं किंतु निर्ध्यायति विचेष्टते॥३१॥

شوقِ دزم جس گھڑی ہوتا ہے دل بے نیاز
(۳۱)
کام کرتا ہے نتیجہ سے نہ رکھکر ساز باز

شرح :- کاملین کا خیال شوق و نفرت سے بے تعلق ہوا کرتا ہے۔ اسلئے اُن سے جملہ اعمال بے غرضانہ صادر ہوتے ہیں +

तत्त्वं यथार्थमाकर्ण्य मंदः प्राप्नोति मूढताम्।
अथवायाति संकोचममूढः कोऽपिमूढवत् ॥३२॥

جاہلوں کی ذہنیت میں معرفت ہے ضبط و خبط
(۳۲)
کوئی اہلِ دل بظاہر جہل سے رکھتا ہے ربط

شرح :- ایسے جہلا بکثرت ہوا کرتے ہیں جو کلام عارفاں کو سُن کر یا تو حیرانی میں پڑ جاتے ہیں یا صفائے باطنی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ ہستیاں کم دیکھنے میں آتی ہیں جن میں روشن دلی کے ساتھ تجاہلِ عارفانہ موجود ہو +

एकाग्रता निरोधो वा मूढैरभ्यस्यते भृशम्।
धीराः कृत्यं न पश्यंति सुप्तवत्स्वपदे स्थिताः॥३३॥

بہرِ کشفِ ذات ناداں سعی کرتا ہے مُدام
(۳۳)
جلوہ مستوں کے تغافُل پر ہے بیداری حرام

شرح :- دیدارِ ذات کی اُمید پر شاغل اپنا شغل جاری رکھتا ہے۔ مگر عارف ایسے شغل کو نظر انداز کرتا ہے اس لئے کہ عین الیقین میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہاں بیداری کا اشارہ دُنیائے اشغال پر ہے اور تغافُل کی مراد ذات میں محویت ہے +

अप्रयत्नात्प्रयत्नाद्वा मूढो नाप्नोति निर्वृतिम्।
तत्त्वनिश्चयमात्रेण प्राज्ञो भवति निर्वृतः॥३४॥

جاہلوں کو کاروبیکاری سے فرصت ہی کہاں
بس رضا کاروں کو حاصل ہے نشاطِ جاوداں (۳۴)

شرح:- ثمرہ کے معتقد اعمال میں سرگرم رہتے ہیں یا اُن سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ اِس طرح کی زندگی حصولِ نجات کے مانع ہے جو شناس رسومِ دُنیا ادا کرتا ہوا بےغرض رہتا ہے یعنی ثمرہ کے ساتھ دلی تعلق نہیں رکھتا ایسی طرزِ معاشرت کو رضاکاری کہتے ہیں۔ مغفرت کا حاصل ہونا اس امر پر موقوف ہے +

शुद्धं बुद्धं प्रियं पूर्णं निष्प्रपंचं निरामयम्।
आत्मानं तं न जानंति तत्राभ्यासपरा जनाः॥३५॥

زاہدِ کم فہم کی ادراک سے باہر ہے ذات
مخزنِ رُوحانیت بےلوث و بالائے صفات (۳۵)

شرح:- پرہیزگار کو اُسکا زعم وصالِ ذات سے محرُوم رکھتا ہے۔ اس لئے ترکِ خودی کا اُصول بہتر اور واجب ہے +

नाप्नोति कर्मणा मोक्षं विमूढोऽभ्यासरूपिणा।
धन्यो विज्ञानमात्रेण मुक्तस्तिष्ठत्यविक्रियः॥३६॥

عاملِ خودبیں کی قسمت میں نہیں دیدارِ ذات
عارفِ بیخود کو ملتی ہے بلا کوشش نجات (۳۶)

شرح: کسی قسم کا عمل ہو وہ علمِ ذات کا منافی ہے۔ ترکِ عمل وسیلۂ مغفرت ہے۔ بیخودی میں یہ صُورت پیدا ہوتی ہے +

मूढो नाप्नोति तद् ब्रह्म यतो भवितुमिच्छति ।
अनिच्छन्नपि धीरो हि परब्रह्मस्वरूपभाक् ॥३७॥

سدِ راہِ وصل ہے اہلِ تمنا کا خیال
(۳۷)
بے تمنائی میں عارف کو میسّر ہے وصال

شرح :- تمنا وصالِ ذات میں حارج ہوتی ہے۔ ترکِ تمنا بالمعنی نجات ہے ؛

निराधारा ग्रहव्यग्रा मूढाः संसारपोषकाः ।
एतस्यानर्थमूलस्य मूलच्छेदः कृतो बुधैः ॥३८॥

زعمِ باطل سے نمو پاتا ہے عالم کا شجر
(۳۸)
بیخ اُسکی کاٹتا ہے جذبِ کامل کا تبر

شرح :- نادان کی نگاہ میں عالم کی نمود ہے۔ مگر دانشمند کی نظر میں اُسکی معدومیت ہے۔ نادانی کا سرچشمہ خودی ہے، اور دانش کا مخزن بیخودی اِس دلیل سے ترکِ خودی کی اہمیت ثابت ہوتی ہے ؛

नशांतिं लभते मूढो यतः शमितुमिच्छति ।
धीरस्तत्त्वं विनिश्चित्य सर्वदा शांतमानसः ॥३९॥

طالبِ خود دار کو تسکین کا ملنا محال
(۳۹)
بے طلب عارف کا حصہ ہے سکونِ بے زوال

شرح :- خواہشات کی موجودگی میں راحتِ دل ناممکن ہے۔ ترکِ مُدعا سے اطمینان میسّر ہوتا ہے ؛

क्वात्मनो दर्शनं तस्य यद्दृष्टमवलंबते।
धीरास्तं तं न पश्यंति पश्यंत्यात्मानमव्ययम्॥४०॥

منحرف باطن سے ہے ظاہر پرستوں کی نظر
جانبِ کثرت نگہ کرتا نہیں وحدت نگر (۴۰)

شرح:۔ کثرت نمایاں ہے اور وحدت پنہاں۔ یہ مناظر ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ عارف اس تقابل سے اپنی نظر اٹھا لیتا ہے۔

क्व निरोधो विमूढस्य यो निर्बन्धं करोति वै।
स्वारामस्यैव धीरस्य सर्वदाऽसावकृत्रिमः॥४१॥

محویت کس کام کی ہے جس میں پیدا ہو خیال
ہجر سے بے واسطہ ہے کیف مستوں کا وصال (۴۱)

شرح:۔ کسی قسم کے خیال کا پیدا نہ ہونا محویت کی شناخت ہے۔

भावस्य भावकः कश्चिन्न किंचिद्भावकोऽपरः।
उभयाभावकः कश्चिदेवमेव निराकुलः॥४२॥

اختلافِ رائے ہے دُنیا میں ہست و نیست پر
نیستی ہستی کے جھگڑے سے الگ ہے باخبر (۴۲)

شرح:۔ جو لوگ پابندِ خودی ہیں اُن میں سے کچھ تو دُنیا کو سچا مانتے ہیں اور کچھ اسے جھوٹا بتاتے ہیں۔ بیخودی ایسے اختلاف رائے کو دُور کر دیتی ہے اور اطمینان دلاتی ہے۔

शुद्धमद्वयमात्मानं भावयंति कुबुद्धयः।
न तु जानंति संमोहाद्यावज्जीवमनिर्वृताः॥४३॥

وحدتِ حق کا تصوّر ہے حماقت کی دلیل
(۴۳)
جاہل اپنے جہل سے ہے نامُرادی کا کفیل

شرح :۔ ذاتِ لاتعیّن کو تعیّنات کا پابند سمجھنا جہالت کا فعل ہے اس کا نتیجہ وصالِ ذات سے محرُومی ہے +

मुमुक्षोर्बुद्धिरालंबमंतरेण न विद्यते ।
निरालंबैव निष्कामा बुद्धिर्मुक्तस्य सर्वदा ॥ ४४॥

اشتیاقِ دید پر مبنی ہے سعیِ شاغلاں
(۴۴)
کیفِ مستی کے سہارے ہے نگاہِ وصلاں

شرح :۔ شاغل کی نظر شوقِ دید سے وابستہ ہوا کرتی ہے۔ وصل کی نگاہ دیدارِ ذات میں مسرور رہتی ہے +

विषयद्वीपिनो वीक्ष्य चकिताः शरणार्थिनः ।
विशंति झटिति क्रोडं निरोधैकाग्रसिद्धये ॥ ४५॥

نفس کو شکلِ درندہ دیکھتے ہی خود نما
(۴۵)
قعرِ دل میں جا کے لیتا ہے فنا کا آسرا

شرح :۔ جیسے کوئی انسان درندہ جانور کی شکل دیکھکر خوف کے مارے کسی غارِ کوہ میں جا چھپتا ہے ایسے ہی خود پرست اپنے نفس کے حملہ سے ڈر کر ترکِ خودی کی پناہ لیتا ہے۔ خود پرستی کی وجہ سے ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

निर्वासनं हरिं दृष्ट्वा तूष्णीं विषयदंतिनः ।
पलायंते न शक्तास्ते सेवंते कृतचाटवः ॥ ४६॥

مست ہاتھی دُم دبا کر بھاگتا ہے شیر سے
(۴۶)
یہ خودی کی حیثیت ہے بیخودی کے سامنے

شرح :۔ شیر کی صُورت دیکھتے ہی فربہ اور طاقتور ہاتھی دُبک کر بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح بیخودی کا جلال دیکھکر خودی کے پاؤں نہیں ٹھہرتے ؞

न मुक्तिकारिकां धत्ते निःशङ्को युक्तमानसः।
पश्यन्शृण्वन् स्पृशन्जिघ्रन्नश्नन्नास्ते यथासुखम्॥४७॥

محرمِ رازِ ازل کی بے تمنّا ہے نظر
(۴۷)
گوش و چشم و لمس و بینی و زباں کے فعل پر

شرح :۔ واصلِ ذات کے دل میں نجات حاصل کرنے کی خواہش پیدا نہیں ہوتی اِس لئے وہ ضبطِ حواس کی ضرُورت محسُوس نہیں کرتا۔

वस्तुश्रवणमात्रेण शुद्धबुद्धिर्निराकुलः।
नैवाचारमनाचारमौदास्यं वा प्रपश्यति॥४८॥

فیضِ مُرشد سے مِلا جس کو سرُورِ باطنی
(۴۸)
وہ نہ تارک ہے نہ پابندِ حکمِ امر و نہی

شرح :۔ جو کوئی اپنے مُرشد کی رہنمائی سے منزلِ مقصُود پر پہنچتا ہے اُسے طے کردہ راستہ کی طرف دیکھنے کی حاجت نہیں ہوتی ؞

यदा यत्कर्तुमायाति तदा तत्कुरुते ऋजुः।
शुभं वाप्यशुभं वापि तस्य चेष्टा हि बालवत्॥४९॥

گردشِ دوراں میں مستحکم رہا جس کا خیال
نیک و بد سے بے تعلّق ہے وہ بچہ کی مثال (۴۹)

شرح :- رضا کار کی عقل نیکی و بدی کے امتیاز سے بری رہتی ہے۔ بچہ بھی اپنی فطرت کا ویسا ہی تابع ہے +

स्वातंत्र्यात्सुखमाप्नोति स्वातंत्र्याल्लभते परम्।
स्वातंत्र्यान्निर्वृतिं गच्छेत्स्वातंत्र्यात्परमं पदम्।५०।

منحصر خود اعتمادی پر ہے کیفِ سرمدی
جوہرِ خود اعتمادی ہے حیاتِ دائمی (۵۰)

شرح :- خود اعتمادی کا مطلب ترکِ دوئی ہے۔ اِس طریقت پر چلنے والا راحتِ اَبَدی کی منزل پر پہنچتا ہے یعنی ترکِ ترک کی نعمت حاصل کرتا ہے +

अकर्तृत्वमभोक्तृत्वं स्वात्मनो मन्यते यदा।
तदा क्षीणा भवंत्येव समस्ताश्चित्तवृत्तयः ॥५१॥

جان لینا آپ کو فعل و نتیجہ سے جُدا
دل سے کرتا ہے بدر ہنگامہ جذبات کا (۵۱)

شرح :- رُوح کو اعمال و احساس سے برتر جاننے پر جذباتِ دل قابو میں آتے ہیں۔ یہ سکونِ قلب کی تعریف ہے +

उच्छृंखलाप्यकृतिका स्थितिर्धीरस्य राजते।
न तु सस्पृहचित्तस्य शांतिर्मूढस्य कृत्रिमा।५२।

عارفوں کی شان ہے بے واسطہ وارفتگی
(۵۲)
جگ ہنسائی ہے غرضمندوں کا ضبطِ ظاہری

شرح :- اہلِ صفا کا شیوۂ رندانہ عزّت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اہلِ تمنّا کے نمائشی ترک پر ساری دُنیا ہنستی ہے ٭

विलसंति महाभोगैर्विशंति गिरिगव्हरान् ।

निरस्तकल्पना धीरा अबद्धा मुक्तबुद्धयः ।५३।

تارکِ خانہ بدوش و سالکِ خانہ نشیں
(۵۳)
دشت پیما ہے کہیں تو بزم آرا ہے کہیں

شرح :- جذب کی حالت میں عارف دُنیا سے کنارہ کشی کرتا ہے اور سلوک کی کیفیت میں کاروبارِ دُنیوی سے علاقہ رکھتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اُس کا اطمینان لاجُنب رہتا ہے ٭

श्रोत्रियं देवतां तीर्थमंगनां भूपतिं प्रियम् ।

दृष्ट्वा संपूज्य धीरस्य न कापि हृदि वासना ।५४।

معبد و بُت دوست و زن عالِم و فرمانروا
(۵۴)
عارف ان سے رابطہ رکھتا ہے بے بیم و رجا

شرح :- بُت اور بُت خانہ کی تعظیم دوست اور حسین عورت کا دیدار اُستاد اور حاکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے عارف اپنے دل کو ہر قسم کے جذبہ سے پاک رکھتا ہے ٭

भृत्यैः पुत्रैः कलत्रैश्च दौहित्रैश्चापि गोत्रजैः ।

बिहस्य धिक्कृतो योगी न याति विकृतिं मनाक्।

خادم و اولاد، بیوی و نبیرہ رشتہ دار
اِن کی گستاخی پہ وہ دل میں نہیں لاتا غُبار (۵۵)

شرح:- اہلِ خاندان، رشتہ دار اور اپنے ملازموں کی توہین و بدسلوکی پر بھی عارف کا دل صاف رہتا ہے۔

संतुष्टोऽपि न संतुष्टः खिन्नोऽपि न च खिद्यते।
तस्याश्चर्यदशां तां तां तादृशा एव जानते ॥५६॥

جو بشر ہے امتیازِ رنج و راحت سے بَری
اُس کی حالت کو سمجھ سکتا ہے اُس جیسا کوئی (۵۶)

شرح:- عارف رنج اور خوشی سے مُتاثر نہیں ہوتا۔ اُس کے دل کا حال دوسرا عارف ہی سمجھ سکتا ہے۔

कर्तव्यतैव संसारो न तां पश्यंति सूरयः।
शून्याकारा निराकारा निर्विकारा निरामयाः ॥५७॥

پاک انانیت سے رہتی ہے نگاہِ عارفاں
ہستیِ اہلِ فنا ہے بے زوال و بے نشاں (۵۷)

شرح:- دُنیا خودغرضی کا مظاہرہ ہے۔ عارف خودغرضی دور کردیتا ہے۔ اِس لئے اُس کی نگاہ میں نیرنگیِ دُنیا غائب ہو جاتی ہے۔ اور یکرنگیِ ذات نُمایاں رہتی ہے۔

अकुर्वन्नपि संक्षोभाद् व्यग्रः सर्वत्र मूढधीः।

कुर्वन्नपि तु कृत्यानि कुशलो हि निराकुलः।५८।

مضطرب رہتا ہے دل میں جاہل بیکار بھی
(۵۸)
بہرہ ور تسکین سے ہے عاملِ ہُشیار بھی

شرح :- کچھ نہ کرنے پر بھی جاہل کی پریشانی رفع نہیں ہوتی۔ عارف کارِ دُنیوی میں مشغول ہو کر بھی مطمئن رہتا ہے ٭

सुखमास्ते सुखं शेते सुखमायाति याति च।
सुखं वक्ति सुखं भुंक्ते व्यवहारेऽपि शांतधीः ५९।

آمد و شد خواب و بیداری خور و نوش و کلام
(۵۹)
ایسے چکر میں دلِ عارف کو حاصل ہے قیام

شرح :- عارف اپنی زندگی کے ہر شعبہ کو نظرِ مساوات سے دیکھتا ہے اس لئے سالک کا لقب پاتا ہے ٭

स्वभावाद्यस्य नैवार्तिर्लोकवद्व्यवहारिणः।
महाह्रद इवाक्षोभ्यो गतक्लेशः स शोभते॥६०॥

سارے دُنیا کے مصائب میں نہیں جو سوگوار
(۶۰)
وُسعتِ دل کی بدولت ہے وہ بحرِ بیکنار

شرح :- بہت سے دریا اور بے شمار نالے سمندر میں جا کر گرتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عارف کی وسیع الخیالی میں جملہ جذبات کا تماشہ ختم ہو جاتا ہے ٭

निवृत्तिरपि मूढस्य प्रवृत्तिरुपजायते।
प्रवृत्तिरपि धीरस्य निवृत्तिफलभागिनी।६१।

خود پرستی وجہ پابندی ہے تارک کے لئے
(۶۱)
خود شناسی راہِ آزادی ہے سالک کیلئے

شرح :۔ تارک کا زُعمِ ترک کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے یعنی اُسے اعمال کی پابندی میں رکھتا ہے۔ ترکِ زُعم اُس کی مقصد براری کرتا ہے یعنی وسیلۂ نجات بنتا ہے ؎

परिग्रहेषु वैराग्यं प्रायो मूढस्य दृश्यते।
देहे विगलिताशस्य क्व रागः क्व विरागता।६२।

خانہ داری چھوڑنا ہے بے وقوفوں کا شعار
(۶۲)
اہلِ استغنا کا کیسا ترک کیسا اختیار

شرح :۔ عیالداری سے گُریز کرنا جاہلانہ حرکت ہے۔ کوئی دانشمند ایسے فعل کا مُرتکب نہیں ہوتا کہ وہ دُنیا میں کسی شے کی ردّ و قبُول کی ضرورت نہیں مانتا ؎

भावनाभावनासक्ता दृष्टिर्मूढस्य सर्वदा।
भाव्यभावनया सा तु स्वस्थस्यादृष्टिरूपिणी।६३

اختیار و ترک میں پھنستی ہے غافل کی نظر
(۶۳)
ایسی بندش سے الگ رہتی ہے واصل کی نظر

شرح :۔ خود پرست خوف و تمنّا کا پابند ہو جاتا ہے مگر خود شناس کا

دل ایسے جذبات سے پاک رہتا ہے ۔خودشناسی کا جوہر آزادخیالی ہے ٭

सर्वारंभेषु निष्कामो यश्चरेद्बालवन्मुनिः।
न लेपस्तस्य शुद्धस्य क्रियमाणेऽपि कर्मणि॥६४॥

ایک بچہ کی طرح سادہ ہے جس کی زندگی
فعل کے ہوتے وہ عارف ہے گناہوں سے بری (۶۴)

شرح :۔ بچہ سے افعال سرزد ہوتے ہیں مگر وہ اُن میں نیکی و بدی کا امتیاز نہیں کرتا اس لئے بے گناہ مانا جاتا ہے ۔ عارف کی بھی ایسی حالت ہوتی ہے ٭

स एव धन्य आत्मज्ञः सर्वभावेषु यः समः।
पश्यञ्छृण्वन्स्पृशन् जिघ्रन्नश्नन्निस्तर्षमानसः॥६५॥

بے اثر اہلِ سکوں ہے گردشِ ایام سے
گوش و چشم و لمس و بینی و زباں کے کام سے (۶۵)

شرح :۔ سکون دل کا خاصّہ مساواتِ نظر ہے جس کی موجودگی میں حواسِ خمسہ کے اثرات کا سلسلہ قطع ہوجاتا ہے ٭

क्व संसारः क्व चाभासः क्व साध्यं क्व च साधनम्।
आकाशस्येव धीरस्य निर्विकल्पस्य सर्वदा॥६६॥

مٹ گئے اُسکے لئے دیر و حرم فعل و جزا
ہوگیا بے لوث جسکا قلب مانندِ خلا (۶۶)

شرح :- خلا جُملہ اشیاسے بے تعلّق رہتا ہے ایسے ہی واصلِ ذات جُملہ علائق سے پاک رہکر زندگی گزارتا ہے +

सजयत्यर्थसंन्यासी पूर्णस्वरसविग्रहः ।
अकृत्रिमोऽनवच्छिन्ने समाधिर्यस्य वर्तते।६७।

ایسے کامل کے نصیبہ میں ہے کیفِ مغفرت
ذاتِ مُطلق میں بلاکوشش ہے جسکی محویت (۶۷)

شرح :- محویت اہلِ کمال کا خاصۂ طبعی بن جاتی ہے - یہی اُسکی پہچان ہے +

बहुनात्र किमुक्तेन ज्ञाततत्त्वो महाशयः ।
भोगमोक्षनिराकांक्षी सदा सर्वत्र नीरसः ।६८।

قصّہ کوتہ تکیہ دارانِ ازل ہیں باخبر
ترکِ شوقِ دین و دُنیا ہے سادات نظر (۶۸)

شرح :- علم و عمل کی حد سے گزُر جانا کمالِ انسانی ہے - معرفتِ ذات کا یہ خُلاصہ ہے +

महदादि जगद्द्वैतं नाममात्रविजृंभितम् ।
विहाय शुद्धबोधस्य किं कृत्यमवशिष्यते।६९।

عالمِ احساس کی ہستی برائے نام ہے
محرمانِ ذات کا کیا ماسوا سے کام ہے (۶۹)

شرح :- عارفِ کامل کو بے پردہ دیدار میسّر ہوتا ہے اِس لئے

وہ یہ دوہ کشائی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا +

भ्रमभूतमिदं सर्वं किंचिन्नास्तीति निश्चयी।
अलक्ष्यस्फुरणः शुद्धः स्वभावेनैव शाम्यति।७०

مٹ گیا جنکی نظر میں یہ طلسماتِ جہاں
(۷۰)
بیخودی اُن کو عطا کرتی ہے کیفِ جاوداں

شرح :- عارف کا قلب علمِ ذات سے معمور رہا کرتا ہے اس لئے اُس میں نادانی داخل نہیں ہو سکتی +

शुद्धस्फुरणरूपस्य दृश्यभावमपश्यतः।
क्व विधिः क्व च वैराग्यं क्व त्यागः क्व शमोऽपि वा।७१

واصلِ حق کے لئے دُنیائے دوں کچھ بھی نہیں
(۷۱)
ترک و ایجاب عمل جذب و سکوں کچھ بھی نہیں

شرح :- وہم دوئی کے پیدا ہوتے ہی شوق و نفرت دل کو گھیر لیتے ہیں۔ موحّد کے یقین میں ایسا خیال نشو و نما نہیں پاتا۔ اس لئے وہ دیدارِ ذات میں مسرور رہتا ہے +

स्फुरतोऽनंतरूपेण प्रकृतिं च न पश्यतः।
क्व बंधः क्व च वा मोक्षः क्व हर्षः क्व विषादता।७२।

نورِ عرفانی نے جس کی کم نگاہی دُور کی
(۷۲)
اُس پہ کیا عائد ہوں بندِ مُخلصی رنج و خوشی

شرح :- پابندی اور آزادی۔ رنج اور خوشی کم نگاہی کا نتیجہ ہیں۔ وسیع النظر

ان میں اختلاف نہیں پاتا ؞

बुद्धिपर्यंतसंसारे मायामात्रं विवर्तते ।
निर्ममो निरहंकारो निष्कामः शोभते बुधः ७३

پردہ داری ہے جہاں تک ہے رسائی عقل کی
عشقِ بے پردہ ہے بیخود کا اصولِ زندگی (۷۳)

شرح:۔ زعمِ خودی حُسنِ ازل کا پردہ دار ہے۔ اور بیخودی اس کی پردہ در۔ بالفاظِ دیگر خوددار کی عقل محدود ہونے کے باعث ماسوا سے آگے نہیں جا سکتی۔ بیخود کا اشراق لامحدود ہے اسلئے دیدارِ ذات کی قابلیت رکھتا ہے ؞

अक्षयं गतसंतापमात्मानं पश्यतो मुनेः ।
क्व विद्या क्व च वा विश्वं क्व देहोऽहं ममेति वा ।७४।

اپنے باطن میں ملا جس کو سرورِ لافنا
دین و دُنیا جان و تن کی قید سے وہ چھُٹ گیا (۷۴)

شرح:۔ کیفِ وصال اتنی فرصت نہیں دیتا کہ واصل عالمِ ظاہری و باطنی کی طرف متوجہ ہو سکے ؞

निरोधादीनि कर्माणि जहाति जडधीर्यदि ।
मनोरथान्प्रलापांश्च कर्तुमाप्नोत्यतत्क्षणात् ।७५।

شغل سے، فرصت کے ملتے ہی خیالِ شاغلاں
دوڑتا ہے، سوئے خودداری و تحریکِ زباں (۷۵)

شرح :- شاغل کا لطفِ دیدارِ ذات شغل تک محدود ہے اسلئے عارضی ہے عارف کو ایسا لطف ہر دم میسر ہے اسلئے دائمی ہے - باہمی فرق کی وجہ خود بینی اور بیخودی ہیں +

मंद: श्रुत्वापि तद्वस्तु न जहाति विमूढताम्।
निर्विकल्पो वहिर्यत्नादंतर्विषयलालसः ॥७६॥

بوالہوس پیرِ طریقت سے نہیں لیتا سبق
دل میں خواہشمند رہتا ہے بظاہر محوِ حق (۷۶)

شرح :- توحید کی تعلیم ایسے شخص کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتی جو حرص و ہوا میں گرفتار ہو کر صفائے قلب کا دعویٰ کرتا ہے +

ज्ञानाद्गलितकर्मा यो लोकदृष्ट्यापि कर्मकृत्।
नाप्नोत्यवसरं कर्तुं वक्तुमेव न किंचन ॥७७॥

رسمِ دُنیا پر جو چلتا ہے بلا زُعمِ خودی
بحث و کوشش کی اُسے ملتی نہیں مُہلت کبھی (۷۷)

شرح :- عارف ادائے فرائض کرتا ہوا کیفِ بیخودی میں مست رہتا ہے اِس لئے وہ کسی مُباحثہ میں شریک نہیں ہوتا اور کسی جدّوجہد میں حصّہ نہیں لیتا -

क्व तमः क्व प्रकाशो वा हानं क्व च न किंचन।
निर्विकारस्य धीरस्य निरातंकस्य सर्वदा ॥७८॥

صبر و استقلال و بیخوفی میسّر ہیں جسے
وصل و فُرقت نُور و ظُلمت کچھ نہیں اُس کیلئے (۷۸)

شرح :۔ واصلِ ذات کی نظر نقطۂ مساوات پر ٹھہر جاتی ہے۔ اس لئے وہ وصال و ہجر اور غیب و شہود میں امتیاز نہیں کرتا ؎

क्व धैर्यं क्व विवेकित्वं क्व निरातंकतापिवा ।
अनिर्वाच्यस्वभावस्य निःस्वभावस्य योगिनः ७९

مدح ہے دشوار ایسے تارکِ اوصاف کی
عقل۔ دل اور حس سے بالاتر ہے جس کی زندگی (۷۹)

شرح :۔ انسانِ کامل کا حال بیان کرنے میں عقل عاجز اور زبان قاصر ہے البتہ طالبِ صادق کی رہنمائی کیلئے اُس کی کیفیت اشارتاً ظاہر کیجاتی ہے۔

न स्वर्गो नैव नरको जीवन्मुक्तिर्न चैव हि ।
बहुनात्र किमुक्तेन योगदृष्ट्या न किंचन ॥८०॥

مردِ کامل کے یقیں کا مختصر ہے یہ بیاں
ہیچ ہیں فردوس و دوزخ نیز عمرِ جاوداں (۸۰)

شرح :۔ واصلِ ذات کا دل بیم و اُمید سے ہمیشہ پاک رہتا ہے اسلئے اُسکی نگاہ جنت و دوزخ اور حیاتِ ابدی سے واسطہ نہیں رکھتی ؎

नैव प्रार्थयते लाभं नालाभेनानुशोचति ।
धीरस्य शीतलं चित्तममृतेनैव पूरितम् ॥८१

نفع کی خواہش نہ جس میں خوف ہے نقصان کا
وہ مُصفا قلب ہے یا ساغرِ آبِ بقا (۸۱)

شرح :۔ سُود و زیاں کے اندیشہ سے دل کا پاک ہونا وہ نعمت ہے

جسے آبِ حیات کہتے ہیں اور جس کا حصہ دار فقط عارف ہے ۔

न शांतं स्तौति निष्कामो न दुष्टमपि निंदति ।

समदुःखसुखस्तृप्तः किंचित्कृत्यं न पश्यति। ८२।

وہ بُروں کی ہجو کرتا ہے نہ اچھوں کی ثنا

اہلِ تسکیں کی نظر ہے بے نیازِ مُدّعا (۸۲)

شرح :۔ عارف کسی کی مدح و مذمت نہیں کرتا کہ اس کے دل و دیدہ سے جملہ اعمال بے غرضانہ صادر ہوتے ہیں ۔

धीरो न द्वेष्टि संसारमात्मानं न दिदृक्षति ।

हर्षामर्षविनिर्मुक्तो न मृतो न च जीवति ॥८३॥

ماسوا سے اُسکو نفرت ہے نہ شوقِ دیدِ ذات

وہ نہ زندہ ہے نہ مُردہ صورتِ کیفِ نجات (۸۳)

شرح :۔ واصل کی چشمِ معتبر میں ذات و ماسوا یکساں ہو جاتے ہیں اس لئے وہ زندگی اور موت میں فرق نہیں مانتا ۔ امتیاز کی کدورت سے عقل کا پاک ہو جانا بالمعنی نجات ہے ۔

निःस्नेहः पुत्रदारादौ निष्कामो विषयेषु च ।

निश्चिंतः स्वशरीरेऽपि निराशः शोभते बुधः॥ ८४॥

اُلفتِ فرزند و بیوی اور عیشت سے بَری

عارفِ بے فکر کی کیا خوشنما ہے زندگی (۸۴)

شرح :۔ اہلِ کیف خاندانی تعلقات ۔ نفسانی لذات اور جسمانی مکروہات

کی جانب توجّہ نہیں کرتا اس لئے اسکی زندگی شاندار ہوا کرتی ہے ✤

तुष्टिः सर्वत्र धीरस्य यथापतितवर्तिनः ।
स्वच्छंदं चरतो देशान्यत्रास्तमितशायिनः ॥८५॥

چارسُو ہموار ہے اہلِ توکّل کی نظر
راہ میں منزل تو منزل میں ہے اُسکی رہگذر (۸۵)

شرح :- عارف سفر و قیام کو مساوی خیال کرتا ہے یعنی راہ میں ناکامی اور منزل میں پہنچکر کامیابی کا گمان نہیں کرتا۔ دیگر لفظوں میں اُس کی نگاہ دُنیا کے انقلابات سے متاثر نہیں ہوتی ✤

पततूदेतु वा देहो नास्य चिंता महात्मनः ।
स्वभावभूमिविश्रांतिविस्मृताशेषसंसृतेः ॥८६॥

عارفِ کامل کو مرگ وزیست کی پروا نہیں
اُس کی چشمِ معتبر میں صورتِ دُنیا نہیں (۸۶)

شرح :- مردِ کامل منزلِ بقا میں قیام پذیر ہو کر راہِ فنا سے بے پروا ہو جاتا ہے یعنی پیدائش و مرگ کے خطرات کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتا ✤

अकिंचनः कामचारो निर्द्वन्द्वश्छिन्नसंशयः ।
असक्तः सर्वभावेषु केवलो रमते बुधः ॥८७॥

تارکِ آزادہ روبیفکر و آسودہ نظر
بے تعلّق ہو کے سب سے عُمر کرتا ہے بسر (۸۷)

شرح :- جذب کا ماحصل سلوک ہے جہاں عارف کو آزادی کامل نصیب ہوتی ہے +

निर्ममः शोभते धीरः समलोष्टाश्मकाञ्चनः ।
सुभिन्नहृदयग्रन्थिर्विनिर्धूतरजस्तमः ॥ ८८॥

ناخنِ عرفاں سے جس نے عُقدۂ دل وا کیا
ایک ہیں اُسکی نگہ میں آہن و سنگ و طلا (۸۸)

شرح :- طلسمِ نیرنگی کا توڑنا آزادی کی شکل ہے - آزاد منش کو ساری دُنیا یکرنگ نظر آتی ہے +

सर्वत्रानवधानस्य न किंचिद्वासना हृदि ।
मुक्तात्मनो वितृप्तस्य तुलना केन जायते ॥ ८९॥

سیر چشمی سے بِلا جس کو دلِ بے مُدّعا
کون ہمپایہ ہے ایسے زندۂ جاوید کا (۸۹)

شرح :- بے تمنائی کے اُصول میں نجات کا راز پوشیدہ ہے +

जानन्नपि न जानाति पश्यन्नपि न पश्यति ।
ब्रुवन्नपि न च ब्रूते कोऽन्यो निर्वासनादृते ॥ ९०॥

دل ہے پردہ دل نہیں آنکھیں بھی وہ آنکھیں نہیں
گفتگو ساکت ہے عارف قیدِ ہستی میں نہیں (۹۰)

شرح :- دل چشم اور زبان ان تینوں کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے اسلئے عارف کی حالت عجیب ہوا کرتی ہے +

भिक्षुर्वा भूपतिर्वापि यो निष्कामः स शोभते।
भावेषु गलिता यस्य शोभनाशोभना मतिः॥९१॥

وہ مساوی جلوہ گر ہے صورتِ شاہ و گدا
(۹۱)
زشتی و خوبی سے جسکے دلکو چھٹکارہ ملا

شرح:۔ امیری و فقیری آسائش و تکلیف میں عارف یکساں زیب دیتا ہے یعنی اُس کی روشن ضمیری میں کبھی فرق نہیں آتا ۔

क्व स्वाच्छंद्यं क्व संकोचः क्व वा तत्त्वविनिश्चयः।
निर्व्याजार्जवभूतस्य चरितार्थस्य योगिनः।९२॥

محرمِ عشقِ ازل عرفاں نواز و پاکباز
(۹۲)
اختیار و ترک و معقولات سے ہے بے نیاز

شرح:۔ سالک کا شیوہ خاکساری اور پاکبازی ہے ۔ زعمِ خودی کے نہ ہونے کے باعث اس کا مسلک صلحِ کُل ہوا کرتا ہے ۔

आत्मविश्रांतितृप्तेन निराशेन गतार्तिना।
अंतर्यदनुभूयेत तत्कथं कस्य कथ्यते॥९३॥

بے خلش بے آرزو محوِ سرورِ جاوداں
(۹۳)
سالک اپنے حال کی کس کو سنائے داستاں

شرح:۔ سالک کی نگاہ میں جب کوئی غیر نہیں ہے تو پھر وہ اپنے دل کا حال کس سے اور کیونکر بیان کرے ۔

सुप्तोऽपि न सुषुप्तौ च स्वप्नेऽपि शयितो न च।

जाग्रेऽपि न जागर्ति धीरस्तृप्तः पदे पदे ॥ ९४॥

خواب میں مضطر نہیں غفلت میں وہ غافل نہیں
(۹۴)
جاگتا سوتا ہے یوں بے واسطہ ہی ہر کہیں

شرح:۔ بیداری خواب اور غفلت کی حالتوں میں سالک کا دل پابند نہیں ہوتا۔ ایسی کامل آزادی کو روشن دلی کہتے ہیں۔ صوفیہ کرام نے اپنی اصطلاحات میں ان کیفیات قلبی کا نام ناسوت ملکوت اور جبروت رکھا ہے اور عارف کا مقام لاہوت بتایا ہے۔

ज्ञः सचिंतोऽपि निश्चिंतः सेन्द्रियोऽपि निरिंद्रियः

सुबुद्धिरपि निर्बुद्धिः साहंकारोऽनहंकृतिः ॥ ९५॥

فکر میں بے فکر ہے وہ حس کے ہوتے بیحواس
(۹۵)
عقل ہوتے نابلد خوددار ہوتے خود شناس

شرح:۔ حواس، دل، عقل اور پندار خودی ان چار قوتہائے باطنی کی کارروائی جاری رہنے پر بھی عارف اُن سے علاقہ نہیں رکھتا۔

न सुखी न च वा दुःखी न विरक्तो न संगवान्।

न मुमुक्षुर्न वा मुक्तो न किंचिन्न च किंचन ॥ ९६॥

واقفِ رنج و خوشی و قید و آزادی نہیں
(۹۶)
طالب و واصل نہیں سب کچھ ہے وہ کچھ بھی نہیں

شرح:۔ احساس کی قید سے بریت حاصل کرنا عارف کا حصہ ہے طالب و مطلوب کے امتیاز سے اُس کی نگاہ پاک رہتی ہے۔ وہ درحقیقت

عدیم المثال ہوتا ہے +

विक्षेपेऽपि न विक्षिप्तः समाधौ न समाधिमान्।
जाड्येऽपि न जडो धन्यः पांडित्येऽपि न पंडितः॥९७

ذکر میں یکسو نہیں وہ فکر میں مضطر نہیں
(۹۷)
جہل و دانستن میں جاہل اور دانشور نہیں

شرح :- افکار کی موجودگی میں عارف پریشان نہیں ہوتا۔ اطمینان کی صورت میں وہ یکسوئی دل کا احساس نہیں کرتا۔ اُس کی غفلت ہوش سے خالی اور اُسکی دانشمندی معقولات کی پابند نہیں ہوتی۔

मुक्तो यथास्थितिस्वस्थः कृतकर्तव्यनिर्वृतः।
समः सर्वत्र वैतृष्ण्यान्न स्मरत्यकृतं कृतम्॥९८॥

اہلِ عرفاں۔ باتوکّل قیدِ ملت سے بَری
(۹۸)
دُور کردیتا ہے دل سے خواہشِ امر و نہی

شرح :- رضا کار علمِ ذات سے مطمئن اور بیم و امید سے پاک ہو کر سکونِ دل کے مرکز پر ٹھہر جاتا ہے۔

न प्रीयते वन्द्यमानो निन्द्यमानो न कुप्यति।
नैवोद्विजति मरणे जीवने नाभिनंदति॥९९॥

خوش نہیں تعظیم سے ناخوش نہیں توہین سے
(۹۹)
خوفِ مرگ و ذوقِ ہستی ہیچ ہیں اُس کے لئے

شرح :- عارف کی جمعیتِ خاطر میں تعظیم و توہین خلل انداز نہیں ہوتے

وہ حیات و ممات کا غم نہیں پاتا۔ ہمیشہ عرفانِ ذات میں سرشار رہتا ہے۔

न धावति जनाकीर्णं नारण्यमुपशांतधी

यथातथा यत्रतत्र सम एवावतिष्ठते ॥ १००॥

دوڑتا ہے سُوئے تنہائی نہ سُوئے اژدہام
ہر جگہ اور ہر گھڑی یکساں ہے وہ عالی مُقام (۱۰۰)

شرح :۔ واصلِ ذات نہ خلوت چاہتا ہے نہ جلوت۔ ایسی تمنا اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ وہ مکان و زمان کے تعیُّنات کا بھی پابند نہیں رہتا اِس لئے کہ اُس کو رُوحانیت کی معراج پر پُہنچنے کے بعد جُملہ نیرنگی مساوی نظر آتی ہے۔

एकोनविंशतिकं प्रकरणम्

आत्मविश्रान्ति वर्णनम्

जनक उवाच

तत्त्वविज्ञानसंदंशमादाय हृदयोदरात् ।
नानाविधपरामर्शशल्योद्धारः कृतो मया ॥१॥

چُن لئے اب تو نگاہِ کیف کی زنبور نے
(۱)
حسرت و ارماں کے کانٹے تھے جو سینے میں مرے

شرح:- راجہ جنک اس موقع پر اپنے مُرشد کی بزرگی اور فیض کا اعتراف کرتا ہوا بیان کرتا ہے کہ اُن کی تعلیم رُوحانی نے اِسکے دل کا اضطراب مِٹا دیا اور اسے تسکین کا منظر دکھایا۔

क्व धर्मः क्व च वा कामः क्व चार्थः क्व विवेकिता ।
क्व द्वैतं क्व च वाऽद्वैतं स्वमहिम्नि स्थितस्य मे ॥२॥

ہیں کہاں اب دین و دُنیا حظِّ نفس و معرفت
(۲)
وحدت و کثرت سے بالاتر ہے میری کیفیت

شرح:۔ معیشت دُنیوی۔ فرائض دینی اور علم خود شناسی جیسے مظاہر دُوئی سے میری محویت بے تعلّق ہے۔ یہاں تک کہ اُس میں وحدت و شرک کا گمان پیدا نہیں ہوتا۔

क्व भूतं क्व भविष्यद्वा वर्तमानमपि क्व वा।
क्व देशः क्व च वा नित्यं स्वमहिम्नि स्थितस्य मे॥३॥

حال ماضی اور مُستقبل نہیں میرے لئے
(۳)
وسعتِ کونین سے بھی بے نیازی ہے مجھے

شرح:۔ آزادیِ کامل میری ہستی کا جوہر ہے اِس لئے زمان و مکاں کی پابندیاں مجھ پر عائد نہیں ہوتیں۔

क्व चात्मा क्व च वानात्मा क्व शुभं क्वाशुभं तथा।
क्व चिंता क्व च वाचिंता स्वमहिम्नि स्थितस्य मे॥४॥

اب کہاں شادی و غم تفریقِ ذات و ماسوا
(۴)
فکر و بیفکری سے میرے دل کو چھٹکارہ ملا

شرح:۔ ذات و صفات اور نیکی و بدی کے امتیاز کا زنگ میرے آئینۂ دل سے رفع ہو گیا ہے اس لئے اُس میں عالم کا یکرنگ عکس اُتر آیا ہے۔

क्व स्वप्नः क्व सुषुप्तिर्वा क्व च जागरणं तथा।
क्व तुरीयं भयं वापि स्वमहिम्नि स्थितस्य मे॥५॥

خوابِ غفلت اور بیداری سے میں بے لوث ہوں
(۵)
کشفِ باطن کا بھی مانع ہے مرا ضبطِ شکوں

شرح:۔ بیداری کی حالت میں حواس دل اور انانیت اپنا کام کرتے ہیں سوتے وقت دل اور انانیت مصروفِ کار ہوتے ہیں غفلت کی نیند میں صرف انانیت مخفی طور پر موجود رہتی ہے۔ یہ تینوں حالتیں عوام کے تجربے میں آتی ہیں۔ مگر ان کے علاوہ ایک چوتھی حالت ہے جس میں انسان سوتا ہوا جاگتا ہے یعنی غفلت و بیداری کی حدِ فاصل پر چلتا ہے۔ واصل کا سکونِ قلبِ مذکورہ بالا کیفیات سے متاثر نہیں ہوتا۔

क्व दूरं क्व समीपं वा बाह्यं क्वाभ्यंतरं क्व वा ।
क्व स्थूलं क्व च वा सूक्ष्मं स्वमहिम्नि स्थितस्य मे ।६।

بُعد و قربت ظاہر و باطن سے ہوں بے واسطہ
کیا کثافت کیا لطافت ہے سراسر واہمہ (۶)

شرح:۔ عارفِ ذات کے یقین میں جسم دل اور خودی کے توہمات داخل نہیں ہوتے۔

क्व मृत्युर्जीवितं वा क्व लोकाः क्वास्य क्व लौकिकम् ।
क्व लयः क्व समाधिर्वा स्वमहिम्नि स्थितस्य मे ।७।

ہیں کہاں میرے لئے دیر و حرم مرگ و حیات
ہیں کہاں میرے لئے چشمِ طلب دیدارِ ذات (۷)

شرح:۔ واصل کی چشمِ باطن نے دُنیا و عُقبےٰ اور مرگ و زیست کا پردہ ہٹ جاتا ہے۔ اور ہجر و وصال کا فرق دُور ہو جاتا ہے۔ غرضکہ وہ منزلِ حیرت میں قیام رکھتا ہے۔

अलं त्रिवर्गकथया योगस्य कथयाप्यलम्।
अलं विज्ञानकथया विश्रांतस्य ममात्मनि ॥ ८॥

کیا ہو کیفِ وصل میں نفسانیت کا تذکرہ
ہو گیا جب قصّۂ علم و عمل کا خاتمہ (۸)

شرح :- راحتِ ابدی نہ تو قیاس میں آتی ہے اور نہ زبان سے بیان کی جا سکتی ہے۔ وہ علم و عمل کی تعیّنات سے ہمیشہ بَری ہے۔ دین و دُنیا کی طلب ایک ادنےٰ جذبۂ انسانی ہے جس کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی ＊

विंशतिकं प्रकरणम्

जीवन्मुक्ति वर्णम्

जनकउवाच

क्व भूतानि क्व देहो वा क्वेंद्रियाणि क्व वा मनः।

क्व शून्यं क्व च नैराश्यं मत्स्वरूपे निरंजने ॥ १॥

راجہ جنک بیان کرتے ہیں

دِل حواس و جسم و موجوات سے بے واسطہ
(۱)
میری ذاتِ پاک ہے بے منتِ ہیچ و ہمہ

شرح :- حیاتِ جاوداں کا اشارہ اُس کمالِ انسانی پر ہے جس کی پہنائی میں جُزو کُل اور ہستی و عدم کا امتیاز غائب ہو جاتا ہے اور توحیدِ خالص باقی رہتی ہے۔

क्व शास्त्रं क्वात्मविज्ञानं क्व वा निर्विषयं मनः।

क्व तृप्तिः क्व वितृष्णात्वं गतद्वंद्वस्य मे सदा॥ २॥

شانِ یکتائی میں میری گُم ہوئے صبر و قرار
(۲)
فہم و دانش نیز پاکیٔ دلِ پرہیزگار

شرح :- علم معرفت کا مرتبہ علم معقولات سے بلند تر ہے۔

क्व विद्या क्व च वाविद्या क्वाहं क्वेदं मम क्व वा।
क्व बंधः क्व च वा मोक्षः स्वरूपस्य क्व रूपिता ॥३॥

ہیں کہاں مجھ میں وہ جہل و علمیت ما و منی
(۳)
دعویٰ تمیزِ اصل و فرع۔ بند و مخلصی

شرح :- جہالت اور دانائی عقل کی صفت ہیں۔ ما و منی خودی کا لازمہ ہیں۔ اصل و فرع کا امتیاز خیال کا انتشار ہے اور بند و مخلصی دل کی تعینات ہیں۔ اِن چاروں فطرتی اوصاف سے ذات ہمیشہ پاک و برتر رہا کرتی ہے۔

क्व प्रारब्धानि कर्माणि जीवन्मुक्तिरपि क्व वा।
क्व तद्विदेह कैवल्यं निर्विशेषस्य सर्वदा ॥४॥

گردشِ قسمت سے میری وہ رزاداری کہاں
(۴)
تارکِ اوصاف کا وہ کیفِ آزادی کہاں

شرح :- سالک شیوۂ تسلیم و رضا پر کاربند رہتا ہے۔ مجذوب دُنیا و مافیہا کو نظر انداز کر کے رُوحانیت کا لُطف اُٹھاتا ہے۔ سلوک اور جذب دونوں سے بے تعلّق ہو جانا کیفِ وصال کی تعریف ہے۔

क्व कर्ता क्व च वा भोक्ता निष्क्रियं स्फुरणं क्व वा।
क्वापरोक्षं फलं वा क्व निःस्वभावस्य मे सदा ॥५॥

فعل و ثمرہ کا تقابُل بیقراری و سکوں
(۵)
محویت اور کشفِ باطن اِن سے میں بے لوث ہوں

شرح:- اعمال و ثمرہ کا تعلق پیکرِ عنصری سے ہے۔ سکون و اضطراب دل کی خاصیت ہیں۔ نیستی اور ہستی کا امتیاز عقل کا لازمہ ہے۔ ذاتِ بے نشاں اس صفاتی تثلیث سے بالاتر ہے۔

क्व लोकः क्व मुमुक्षुर्वा क्व योगी ज्ञानवान् क्व वा ।
क्व बद्धः क्व च वा मुक्तः स्वस्वरूपेऽहमद्वये ॥ ६॥

ہستیٔ لاشرک میں معدوم ہیں بند و نجات
عیشِ دُنیا، فکرِ عقبےٰ، شوقِ دید و وصلِ ذات (٦)

شرح:- رُوحانی ترقی کے مدارج شریعت، طریقت اور حقیقت کے نام سے مشہور ہیں۔ ایسی تثلیث سے بالاتر معرفت ہے جسے منزلِ مقصود کہنا واجب ہے۔ یہاں پہنچکر طالبِ صادق کو علمِ توحید میسر ہوتا ہے اور نجات کی صورت نظر آتی ہے۔

क्व सृष्टिः क्व च संहारः क्व साध्यं क्व च साधनम् ।
क्व साधकः क्व सिद्धिर्वा स्वस्वरूपेऽहमद्वये ॥ ७॥

وُسعتِ توحید میں غائب ہوئے ہجر و وصال
گردشِ بود و فنا نیرنگیٔ نقص و کمال (٧)

شرح:- ذاتِ پاک لازوال اور قدیم ہے اور مندرجۂ بالا شعبدے اُس کی بے پایاں ہستی میں ناپید ہیں۔

क्व प्रमाता प्रमाणं वा क्व प्रमेयं क्व च प्रमा ।
क्व किंचित्क्व न किंचिद्वा सर्वदा विमलस्य मे ॥ ८॥

گُم ہوئے عقل و دلیل و مسئلہ و مُنتہا
(۸)
کذب ہست و نیست سے میری صداقت ہی جُدا

شرح :۔ معقولات اور منطق بالکل بیکار ہیں کہ یہاں مساوات کا اصول حُکمراں ہے۔

क्व विक्षेपः क्व चैकाग्र्यं क्व निर्बोधः क्व मूढता ।
क्व हर्षः क्व विषादो वा सर्वदा निष्क्रियस्य मे ॥८॥

انتشار و ضبطِ دل جہل و فراست اب کہاں
(۹)
میری چشمِ پاک میں ہیں رنج و راحت اب کہاں

شرح :۔ عقل، دل اور احساس کے تعیّنات کا سُراغ نہیں ملتا۔ یہ عجیب حیرت انگیز کیفیت ہے۔

क्व चैष व्यवहारो वा क्व च सा परमार्थता ।
क्व सुखं क्व च वा दुःखं निर्विमर्शस्य मे सदा ॥१०॥

مجھ میں وہ دینداری و دُنیا پرستی اب کہاں
(۱۰)
شادمانی کی تواضع غم نوازی اب کہاں

شرح :۔ دین و دُنیا کے اشغال اور ان کے نتائج رنج و خوشی کو میری ہستی سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

क्व माया क्व च संसारः क्व प्रीतिर्विरतिः क्व वा ।
क्व जीवः क्व च तद्ब्रह्म सर्वदा विमलस्य मे ॥११॥

(۱۱) نقشِ ہستی رنگِ فطرت شوق و نفرت مٹ گئے　　احدیت ثابت ہوئی انساں کی ذاتِ پاک سے

شرح: حس و محسوسات کا نقش صفحۂ دل سے مٹ گیا۔ اور روحِ منفرد اور روحِ اعظم کے درمیان کوئی تفاوت نہیں رہا۔

क्व प्रवृत्तिर्निवृत्तिर्वा क्व मुक्तिः क्व च बंधनम्।
कूटस्थनिर्विभागस्य स्वस्थस्य मम सर्वदा॥१२॥

کُلیت میں ذاتِ لافانی دبے تفریق کی
گم ہوئے اب اختیار و جبر، بند و مخلصی (۱۲)

شرح: کمالِ توحید میں نقصِ دوئی کی گنجائش نہیں ہے۔

क्वोपदेशः क्व वा शास्त्रं क्व शिष्यः क्व च वा गुरुः।
क्व चास्ति पुरुषार्थो वा निरुपाधेः शिवस्य मे॥१३॥

فلسفہ و بحث و پیری و مُریدی اب کہاں
بے نیازِ سعیِ باطن ہے سُرورِ جاوداں (۱۳)

شرح: کیفِ سرمدی کے غلبہ میں مجاہدہ اور مباحثہ کا خیال مفقود ہے پیر و مُریدی کا ظاہری فرق جاتا رہا۔ اور طالب و مطلوب کے باطنی اختلاف کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

क्व चास्ति क्व च वा नास्ति क्वास्ति चैकं क्व च द्वयम्।
बहुनात्र किमुक्तेन किंचिन्नोत्तिष्ठते मम॥१४॥

حق و باطل کا تصوُّر شرک و وحدت کا یقیں
میری استغنا میں قصّہ مختصر پیدا نہیں (۱۴)

شرح: تثلیث اور دوئی کے جملہ مدارج سے اب اپنی ہستی بلند تر

ہے۔ اِسی کو حیاتِ جاوید کہتے ہیں۔

تمامشد

اشٹاوکرگیتا کا خُلاصہ اصُول

مہاتمنی اشٹاوکرعالم اور عامل ہونے کی حیثیت سے یکتائے روزگار تھے اسلئے اُنکا فلسفہ اور عملی طریقت مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ایک جامع اور مدلّل ہے تو دوسرا واضح اور مکمل۔ساتھ ہی اُنکا جذبِ عشق ہر دو جانب اپنا رنگ یکساں دکھاتا ہے وہ اپنی تصنیف کردہ گیتا میں تصوّف کے جملہ مسائل پر کامل ترتیب کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں اور ایک مسئلہ کی تشریح ایک شعر میں کرتے ہیں تاکہ کوئی طالبِ صادق رُوحانی ترقّی کے تمام مدارج آسانی سے طے کرکے منزلِ توحید پر پہنچ سکے۔فاضل مُصنّف نے اپنے کلام میں ہر جگہ معقُولات سے کام لیا ہے اور منقُولات کو نظرانداز کیا ہے۔ایسی صُورت میں یہ مُتبرک صحیفہ زمانۂ حال کے متعلموں کے لیئے نہایت مُفید ثابت ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اِس کے مضامین غور سے پڑھیں اور معنی سمجھنے کی صدقِ ارادت سے کوشش کریں۔سرسری نظر سے اس کا مُطالعہ چنداں سُود مند نہ ہوگا۔ اور بعض مُقامات پر توارُد کا گُمان پیدا کرے گا۔ دراصل یہ توارُد نہیں ہے بلکہ مُختلف نقطۂ نظر سے ایک ہی مسئلہ کی جُداگانہ صُورت ہے۔مثال کے طور پر ایک شخص کی کئی تصویریں مُختلف اطراف سے کھینچی جا سکتی ہیں پھر بھی اُسکی شخصیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ واضح ہو کہ تصوّف کی

www.taemeernews.com

اصطلاحات اتنی مفصّل نہیں ہیں کہ اُن سے ہر ایک مسئلہ کے مختلف پہلوؤں میں جیسا چاہیئے امتیاز کیا جا سکے اِسلئے توارُد کی شکل کہیں کہیں لازمی ہو جاتی ہے چونکہ علمِ معرفت کے اصُول نہایت دقیق اور باریک ہیں ناظرین کی سہولیت کے واسطے مسائلِ تصوّف کی ایک فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مؤلف کی استدعا ہے کہ اہلِ ذوق اسے تنقیدی نظر سے مُلاحظہ کریں اور لُطفِ رُوحانی اُٹھائیں۔

نمبرشعر	مسائلِ تصوّف	نمبرشعر	مسائلِ تصوف
	بابِ اوّل	۱۰	ترکِ ترک
	تعلیم خوشناسی	۱۱	آزادیِ کامل
		۱۲	راحتِ کامل
۱	شریعت	۱۳	یقین کامل
۲	طریقت	۱۴	جذب
۳	حقیقت	۱۵	سلوک
۴	معرفت	۱۶	اِشراق
۵	ترکِ محسُوسات	۱۷	عرفان
۶	〃 جذبات	۱۸	رُوحِ منفرد
۷	〃 معقُولات	۱۹	رُوحِ اعظم
۸	〃 خودی	۲۰	نجات
۹	〃 ماسوا		

نمبر شعر	مسائلِ تصوّف
	بابِ دوم
	جلوۂ ذات
۱	جزویت
۲	کُلیّت
۳	محویت
۴	ظہُور
۵	بطُون
۶	حق
۷	باطل
۸	وحدت
۹	کثرت
۱۰	فنا
۱۱	بقا
۱۲	عینِ نوُر
۱۳	عینِ علم
۱۴	عینِ سرُور
۱۵	تثلیث
۱۶	دوئی
۱۷	توحید
۱۸	عالمِ ناسُوت
۱۹	〃 ملکوُت
۲۰	〃 جبرُوت
۲۱	〃 لاہُوت
۲۲	بیخودی
۲۳	کرشمۂ صفات
۲۴	بے تمنائی
۲۵	جلوۂ ذات
	باب سوم
	کرشمۂ صفات
	(جاہل)
۱	طمع
۲	جہل
۳	بیکسی
۴	خواہش

نمبر شعر	مسائلِ تصوّف
۵	زُعم
۶	پریشانی
۷	حسرت
۸	خوف
	(عارف)
۹	اطمینان
۱۰	روشندلی
۱۱	بیخوفی
۱۲	بے غرضی
۱۳	آزادی
۱۴	قناعت
	بابِ چہارم
	(علمِ اشراق)
۱	عارف کی بزرگی
۲	" " بلندنظری
۳	" " بے تعلّقی
۴	" " وحدت شناسی

نمبر شعر	مسائلِ تصوّف
۵	عارف کی دلجمعی
۶	" " رضاکاری
	بابِ پنجم
	(ذوقِ فنا)
۱	ترکِ علائق
۲	ترکِ امتیاز
۳	ترکِ خودی
۴	ترکِ خیال
	بابِ ششم
	(دیدارِ بقا)
۱	صفائے قلب
۲	سکونِ قلب
۳	یکسوئی قلب
۴	اِستغراق

نمبر شعر	مسائلِ تصوّف
	بابِ ہفتم
	(محویت)
۱	مستی
۲	مستوری
۳	استحکام
۴	بے نیازی
۵	استغنا
	بابِ ہشتم
	(بند و نجات)
۱	پابندی
۲	مغفرت
۳	ربط و ضبط
۴	خودی و بیخودی
	بابِ نہم
	(ضبطِ حواس)
۱	ترکِ افعال
۲	ترکِ لذات
۳	ترکِ شوق و نفرت
۴	ترکِ بیم و اُمید
۵	عارف
۶	پیرِ طریقت
۷	مجذُوب
۸	سالک
	بابِ دہم
	(سکونِ دل)
۱	ترکِ معیشت
۲	ترکِ تعلّقات
۳	ترکِ خواہشات
۴	ترکِ شوق
۵	قرار
۶	تحمّل
۷	صبر
۸	آرام

نمبر شعر	مسائلِ تصوف
	بابِ یازدہم
	(اثباتِ عقل)
۱	نظامِ قدرت
۲	قادرِ مطلق
۳	مشیتِ ایزدی
۴	تقدیر
۵	تدبیر
۶	جسم و جاں
۷	جزو و کل
۸	علم الیقین
	بابِ دوازدہم
	(جذبِ کامل)
۱	تجرید
۲	تصفیہ
۳	مراقبہ
۴	صفائے باطن
۵	علمِ کثرت
۶	علمِ وحدت
۷	محویت
۸	عین الیقین
	بابِ سیزدہم
	(عشقِ حقیقی)
۱	عشقِ عالمگیر
۲	راحتِ جاوید
۳	آزادہ روی
۴	ہمہ دیدار
۵	کیفِ مستی
۶	رضاکاری
۷	حق الیقین
	بابِ چہاردہم
	(تسلیم و رضا)
۱	بے خودی
۲	بے خواہشی

نمبر شعر	مسائل تصوّف
۳	بے فکری
۴	بریت
	باب پانزدہم
	(علمِ عرفان)
۱	غبی و ذکی
۲	شوق و ترکِ شوق
۳	اہلیت و نااہلیت
۴	کثافت و لطافت
۵	خلوت و جلوت
۶	وحدت و کثرت
۷	سوز و ساز
۸	بُوالہوسی و صدقِ ارادت
۹	قالب و رُوح
۱۰	ہستی و نیستی
۱۱	پیدا و پنہاں
۱۲	نورٌ علیٰ نور
۱۳	ذاتِ پاک
۱۴	ذاتِ مُطلق

نمبر شعر	مسائل تصوف
۱۵	نفی و اثبات
۱۶	باہمہ و بے ہمہ
۱۷	وجُود و عدم
۱۸	اصل و فرع
۱۹	صُورت و معنی
۲۰	منظرِ وحدت
	بابِ شانزدہم
	(کیفِ بیخودی)
۱	ضبطِ سکُوں
۲	ذوقِ فنا
۳	حظِّ نفسانی
۴	لُطفِ رُوحانی
۵	نیکی و بدی
۶	شوق و نفرت
۷	جہل و دانش
۸	ترک و اخذ
۹	حریص

نمبر شعر	مسائلِ تصوّف
۱۰	خوددار
۱۱	بیخود
	بابِ ہفتدہم
	اِستغنا
۱	یکسوئی دل
۲	وسعتِ نظر
۳	راحتِ عظمیٰ
۴	نادرالوجود
۵	خلائقِ عامہ
۶	بے اعتنائی
۷	تسلیم و رضا
۸	صفائے قلب
۹	جذبِ کامل
۱۰	کیفِ بیخودی
۱۱	روشن خیالی
۱۲	بے تعلّقی
۱۳	تسکین

نمبر شعر	مسائلِ تصوّف
۱۴	استقلال
۱۵	وحدت شناسی
۱۶	تارک الدُّنیا
۱۷	اہلِ صفا
۱۸	موحّد
۱۹	بے تمنّا
۲۰	بیدل
	بابِ ہژدہم
	(روشن ضمیری)
۱	علمِ عرفان
۲	راحتِ جاوید
۳	بے نیازی
۴	تحقیق
۵	کیفِ وصال
۶	روشن دلی
۷	وحدت شناسی
۸	رازداری

نمبر شعر	مسائلِ تصوّف	نمبر شعر	مسائلِ تصوّف
۹	کم گوئی	۲۷	کیفی
۱۰	سیرچشمی	۲۸	مستِ الست
۱۱	تارک	۲۹	اہلِ باطن
۱۲	فقیر	۳۰	واصل
۱۳	غنی	۳۱	شوق و رم
۱۴	عاشق	۳۲	ہوش و غفلت
۱۵	حیرتی	۳۳	سعی و حصول
۱۶	شرک و توحید	۳۴	پابندی و مغفرت
۱۷	جذب و سلوک	۳۵	رُوحانیت
۱۸	کیف و کم	۳۶	علم و عمل
۱۹	بند و نجات	۳۷	خواہش و بے خواہشی
۲۰	رضا کاری	۳۸	زعمِ باطل و جذبِ کامل
۲۱	آزاد	۳۹	مُدّعا و ترکِ مُدّعا
۲۲	مطمئن	۴۰	باطن پرستی
۲۳	باطن نگر	۴۱	مادّہ و رُوح
۲۴	راضی برضا	۴۲	حادث و قدیم
۲۵	ناجی	۴۳	ذات و ماسوا
۲۶	ہوشیار	۴۴	وصل و فصل

نمبرشعر	مسائلِ تصوّف	نمبرشعر	مسائلِ تصوّف
۴۵	فنائے دل	۶۳	امتیاز و مساوات
۴۶	خودی و بیخودی	۶۴	گُنہگاری و معصومیت
۴۷	راز و نیاز	۶۵	طمانیت
۴۸	ترک و اخذ	۶۶	دُنیا و عقبیٰ
۴۹	نیکی و بدی	۶۷	نُقص و کمال
۵۰	خود اعتمادی	۶۸	طلب و استغنا
۵۱	ایثارِ نفسی	۶۹	مستوری و مستی
۵۲	صداقت	۷۰	کیفِ جاوداں
۵۳	آزادئ خیال	۷۱	عرفان
۵۴	بے تمنائی	۷۲	عشق
۵۵	یکسوئِ خاطر	۷۳	بیخودی
۵۶	اہلِ حال	۷۴	سرُور
۵۷	اہلِ فنا	۷۵	تغافل
۵۸	اہلِ دل	۷۶	ریاکار
۵۹	اہلِ نظر	۷۷	شاغل
۶۰	وسیع الخیال	۷۸	اہلِ کشف
۶۱	خودپرستی و خودشناسی	۷۹	تارکِ اوصاف
۶۲	ردّ و قبُول	۸۰	کامل

نمبر شعر	مسائل تصوف
۸۱	قلبِ مُصَفّا
۸۲	چشمِ معتبر
۸۳	وحدانیت
۸۴	اطمینان
۸۵	توکُّل
۸۶	مُحقق
۸۷	خودشناس
۸۸	صُوفی
۸۹	قلندر
۹۰	محوِحق
۹۱	دولت وافلاس
۹۲	صدق وکذب
۹۳	قال وحال
۹۴	خواب وبیداری
۹۵	خودداری وبیخودی
۹۶	پابندی وآزادی
۹۷	دانائی ونادانی
۹۸	امرونہی
۹۹	شادی وغم
۱۰۰	روشن ضمیری

باب نوازدہم

(راحتِ ابدی)

نمبر شعر	مسائل تصوف
۱	گمان ویقیں
۲	توحید وتکثرت
۳	زمان ومکاں
۴	یکرنگی ونیرنگی
۵	حجاب وجلوہ
۶	قُرب وبُعد
۷	مرگ وزیست
۸	راحتِ ابدی

باب بستم

نمبر شعر	مسائل تصوف
۱	(حیاتِ جاوید)
۲	آلودگی وپاکی
۳	اضطراب وسکوں

نمبر شعر	مسائل تصوف	نمبر شعر	مسائل تصوف
۳	علم وجہل	۹	قیام وحرکت
۴	جبرواختیار	۱۰	دیر وحرم
۵	فعل وجزا	۱۱	حد و بے حد
۶	بندِ مُخلصی	۱۲	وصل وہجراں
۷	فنا وبقا	۱۳	حق و باطل
۸	ہیچ وہمہ	۱۴	حیاتِ جاوید

غزلِ الوداعی

نور میں واصل کسی مہجور کا دل ہوگیا
کوئی پروانہ نثارِ شمعِ محفل ہوگیا

اہلِ عرفاں کا جدھر آئینۂ دل ہوگیا
حسنِ عالمگیر کا جلوہ مقابل ہوگیا

حسنِ خود بیں عالمِ کثرت میں داخل ہوگیا
ذرّہ ذرّہ مہر کا مدِّ مقابل ہوگیا

التہابِ عشق سے جب پھٹ پڑا حسنِ ازل
پردۂ چشمِ حقیقت زعمِ باطل ہوگیا

امتیازِ حق و باطل تک رہی واماندگی
منزلِ جاناں کا رہبر جذبِ کامل ہوگیا

اضطرابِ شوق سے ملتی رہی دل کی خبر
دیکھکر شکلِ سکوں میں دل سے غافل ہوگیا

قطرۂ خوں دوڑتا تھا جو رگِ جاں میں کبھی
منجمد ہو کر وہی عشّاق کا دل ہوگیا

انتظارِ عید میں جو حسن تھا شکلِ ہلال
عشق کی نظّارگی سے ماہِ کامل ہوگیا

قشقہ و زنّار تھے تعویذِ رازِ سرمدی
وہ خطِ تقدیر یہ بندِ سلاسل ہوگیا

دانۂ گندم دکھا کر ہی رہا اپنا اثر
فطرتِ انساں میں داخل زعمِ باطل ہوگیا

صحبتِ عشق و وفا میں واقفِ سوز و گداز
یہ دلِ ساکت مثالِ شمعِ محفل ہوگیا

چشم سے خونابہ ہو کر بہہ گیا آبِ سرشک
کاسۂ دریا گھٹا اتنا کہ ساحل ہوگیا

قلتِ تخئیل سے اشعار کی نبضیں چھٹیں
تشنہ کامی کا زباں کو لطف حاصل ہوگیا

دیدۂ **معجز** میں عرفانِ جنوں کے فیض سے
یہ جہاں لیلائے جاں پرور کا محمل ہوگیا

معجز دہلوی

ذیل کی فہرست میں کتابت کی غلطیاں اور اُن کی دُرستیاں درج کی جاتی ہیں ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ "پیامِ سالک" کے مُطالعہ سے پیشتر اِن غلطیوں کی صحت حسبِ موقع فرمالیں +

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۱۱	تلاشی	متلاشی
۲۴	۱۶	سو	وہی
۳۱	۸	توحید	منظرِ وحدت
۳۱	۱۵	کی اولیّت	اول ہے اور اُس
۳۲	۳	میں پھر بھی۔	پھر بھی میں
۳۲	۱۸	کا نمُود	کی نمُود
۳۴	۲	نے پھر بھی ہر	ہوتی ہے پھر بھی وہ
۳۵	۸	کھیل دکھلاتی ہیں آخر	شعبدہ بازی دکھاکر
۳۹	۱۷	اور	وہ
۴۶	۱۸	مُتخیّلہ	مُدرکہ
"	"	مُدرکہ	مُتخیّلہ
۴۸	۳	آپ	آب
۵۰	۱۱	بحرِ استغنا ہوں میں	میں ہوں بحرِ بیکراں
۵۶	۱۲	جاننے سے	جانتے ہی
۶۱	۱۹	ہوا	ہے

पत्र	पंक्ति	अशुद्ध	शुद्ध
८८	१४	नाम्र	नामो
१११	१	बह्म	ब्रह्म
१२१	१५	जगद्धतं	जगद्धूतं

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦٧	١٤	کہ	دو
٦٧	١٦	÷	"
٧٥	١٣	دیر میں سوتا ہوں میں لیکن حرم میں جاگتا	میں حرم میں جاگتا ہوں دیر میں سوتا ہوا
٧٨	١	ترکِ شوق	مگر ترکِ شوق
"	١١	اُس	اِس
٧٩	١٢	ہو یوں	یوں ہو
١٠٢	١٠	عُشّاق	مجذوب
١٠٥	١٦	پھرتا ہے	مارا مارا پھرتا ہے
١٢٤	١٣	ملتی نہیں مُہلت	مُہلت نہیں ملتی
١٢٩	٤	دلکھو	دل کو
١٥٢	٧	تکثیرت	تکثیر

पत्र	पंक्ति	अशुद्ध	शुद्ध
१५	३	वत्यज	वत्त्यज
१७	५	सांनि	सान्नि
२६	११	ययैव	यथैव
२७	८	जगज्ञाति	जगद्धाति
२९	९३	पंर्य	पर्य
३२	८	वस्वुतो	बस्तुतो
३३	२	तधा	तथा
"	१०	तंवृत्तं	संवृत्तं
४१	८	निर्द्वंद	निर्द्वंद्व
४६	५	मेपमेप	मेवमेव
५१	८	भोथौ	भोचौ
५७	५	दृष्द्वा	दृष्ट्वा
६३	१५	तिश्चयी	निश्चयी
७२	१	कुत्रपि	कुत्रापि
८२	१०	पृयक	पृथक
९२	८	तेथा	तथा
९५	१२	विपत्स	विपत्सु
९८	१	अष्टादश	अष्टादशं

قابلِ دید کتابیں خریدئیے

مرتبۂ پنڈت امرناتھ صاحب مدن ساحر دہلوی

(۱) فسانۂ توحید یعنی وشنو پران کا اُردو نثر میں ترجمہ مکمل (چھ حصّے) جس میں اہلِ ہند کے چھ فلسفوں کے اُصول بیان کئے گئے ہیں اور توحید کے نقطۂ نظر سے ان کا باہمی ربط ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت مکمل کتاب مع محصول ڈاک دو روپے بارہ آنے۔

(۲) رازِ مغفرت یعنی شری مد بھگوت گیتا کے فارسی ترجمہ مؤلفۂ فیضی فیاضی سے سلیس اُردو زبان میں ترجمہ قیمت فی جلد مع محصولڈاک دس آنے۔

(۳) رسالۂ اسرارِ حقیقت یعنی شری سوامی شنکر آچاریہ کے صحیفۂ تتو بودھ کا آسان اُردو زبان میں ترجمہ قیمت فی جلد مع محصولڈاک چھ آنے۔

(۴) جلوۂ جہاں نما (مؤلفۂ پنڈت پران کشن صاحب ہاکسر مرحوم) یعنی بھگوت گیتا کی گیارھویں ادھیا موسوم وشوروپ درشن کا اُردو نظم میں اقتباس بزبان پنڈت صاحب موصوف سابق اتالیق مہاراجہ صاحب گوالیار قیمت فی جلد بلا محصولِ ڈاک چار آنے۔

ملنے کا پتہ

پنڈت دینا ناتھ مدن مجمر دہلوی

لال حویلی محلہ چوڑیگران۔ دہلی

(مرتبۂ پنڈت دینا ناتھ مدن معجز دہلوی بی۔اے)

شریمد بھگوت گیتا کا اُردو نظم میں نہایت سلیس اور عام فہم ترجمہ ہے جس کو مؤلف نے بڑی محنت اور قابلیت سے تیار کیا ہے۔ یہ بلحاظ چستیِ بندش اور اختصارِ مضمون اپنی نظیر آپ ہے۔ حشو و زوائد سے پاک رہ کر قوافی کا نباہ اس کی خاص خوبی ہے۔ اس پر طُرفہ یہ ہے کہ ایک منتر کا ایک شعر میں مکمّل ترجمہ ہے۔ آغازِ کتاب میں بھگوت گیتا کے رُوحانی فلسفہ کی تقسیم منازلِ طریقت کے لحاظ سے کی گئی ہے جو اہلِ دل اصحاب کے لئے لاجواب تحفہ ہے اور جس کی امداد سے جُملہ اصُول و بیانات کا باہمی تعلّق بآسانی سمجھ میں آتا ہے۔ کتاب کے آخر میں بھگوت گیتا کا دستور العمل ایک نہایت ضروری چیز ہے جو ہر شخص کو پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے۔ اس کے علاوہ دورِ جدید کے مُمتاز فلسفہ دان اور متعدد علما جن میں مشرق و مغرب دونوں کے اکابرین شامل ہیں۔ ان کی آرا بھگوت گیتا کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے درج کی گئی ہیں۔ حال میں مؤلف نے مُطالعہ کرنے والوں کی سہولیت مدِنظر رکھ کے ایک فرہنگ ایزاد کی ہے جس میں سنسکرت الفاظ اور اصطلاحاتِ صوفیہ کا تقابُل دکھایا ہے اور ہر باب کے شروع میں

جو تصویر دی گئی ہے اُس کے معنی و مقصد پر علیحدہ شرح لکھی ہے
غرض کہ مخزنِ اسرار اُردو علم ادب میں ایک قابلِ قدر
اضافہ ہے۔ کتاب کی تقطیع جیبی ہے۔ جلد خوشنما
کاغذ لکھائی اور چھپائی عمدہ۔ حجم ۳۴۵ صفحے
قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک
ایک روپیہ چار آنے (عہ/)
یہ بیش بہا کتاب
مترجّم کے
پتہ
لال حویلی محلّہ
چوڑی گران دہلی سے
مِل سکتی ہے
شایقین
اِسے جلد طلب
فرمائیں ورنہ انہیں دیگر
اشاعت تک انتظار کرنا ہوگا۔

دینا ناتھ مجرم دھلوی بی۔ اے

سوز اور ساز میں مصروف ہیں پروانہ وشمع
بزمِ فانی کا نظارہ ہے مُقدر اپنا

پیام سالک